Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ (آل عمران:124)

جلد 65

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADAR Qadian

شمارہ 16

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

13-رجب 1437 ہجری قمری 21/شہادت 1395 ہجری شمسی 21/اپریل 2016ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔ حضور انور نے 15/اپریل 2016 کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے

اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا

وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

خدا تعالیٰ بوجہ استغناء ذاتی کے بے نیاز ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ (آل عمران:98) اور وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت آیت 70) یعنی خدا تو تمام دنیا سے بے نیاز ہے اور جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور ہماری طلب میں کوشش کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں اُنہیں کیلئے ہمارا یہ قانون قدرت ہے کہ ہم اُنکو اپنی راہ دکھلا دیا کرتے ہیں۔ سو خدا کی راہ میں سب سے اوّل قربانی دینے والے نبی ہیں۔ ہر ایک اپنے لئے کوشش کرتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام دوسروں کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ لوگ سوتے ہیں اور وہ ان کیلئے جاگتے ہیں۔ اور لوگ ہنستے ہیں اور وہ اُن کیلئے روتے ہیں اور دنیا کی رہائی کیلئے ہر ایک مصیبت کو بخوشی اپنے پر وارد کر لیتے ہیں۔ یہ سب اس لئے کرتے ہیں کہ تا خدا تعالیٰ کچھ ایسی تجلی فرماوے کہ لوگوں پر ثابت ہو جاوے کہ خدا موجود ہے اور مستعد دلوں پر اُس کی ہستی اور اُس کی توحید منکشف ہو جاوے تا کہ وہ نجات پائیں۔ پس وہ جانی دشمنوں کی ہمدردی میں مر رہتے ہیں۔ اور جب انتہا درجہ پر اُن کا درد پہنچتا ہے اور ان کی دردناک آہوں سے (جو مخلوق کی رہائی کیلئے ہوتی ہیں) آسمان پُر ہو جاتا ہے، تب خدا تعالیٰ اپنے چہرہ کی چمک دکھلاتا ہے اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنی ہستی اور اپنی توحید لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ پس اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدا دانی کی متاع رسول کے دامن سے ہی دنیا کو ملتی ہے بغیر اس کے ہرگز نہیں مل سکتی اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی اُن کو نجاست سے اُٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا۔ اور وہ جو روحانی بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے اُن کے آگے روحانی اعلیٰ درجہ کی غذائیں اور شیریں شربت رکھ دیئے۔ اُن کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا۔ پھر معمولی انسان سے مہذب انسان بنایا پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر اُن کے لئے نشان ظاہر کئے کہ اُنکو خدا دکھلا دیا اور اُن میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی کہ اُنہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے۔ یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی اُمّت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ اُن کے صحبت یاب ناقص رہے۔ پس مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں☆ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیا اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذُرّیّتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اسکے نُور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔

☆ یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں۔ اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اُس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔ اس کا دین زندہ ہے۔ اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محبّ سے محبت کرتا ہے۔ اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اس کا مقام برتر ہے لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے۔ منه

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 117 تا 119)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اطاعت ہی ایک ایسا امر ہے جس کے ذریعہ سے کامیابیاں ملتی ہیں

یعنی کامیابیاں اور فتوحات اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بننے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو اطاعت کرنے والے ہیں اور جماعت کی کامیابی اور ترقیات بھی اسی سے وابستہ ہیں

پس ہر احمدی جہاں اپنی عبادتوں کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کرے وہاں خلیفۂ وقت کی اطاعت کے معیار کو بھی بلند کرنے کی کوشش اور جد وجہد کرے کیونکہ عبادات کی قبولیت کے لئے خلیفۂ وقت کی اطاعت لازمی ہے

پیغام سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ تنزانیہ منعقدہ اکتوبر 2015

مورخہ 2 تا 4/ اکتوبر 2015 تنزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام میں Kitonga کے مقام پر جماعت احمدیہ تنزانیہ نے اپنا جلسہ سالانہ منعقد کیا۔ اس موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین جلسہ کے لئے ازراہِ شفقت اپنا پیغام بھی ارسال فرمایا۔ حضور پُرنُور کا پیغام قارئین کے استفادہ کے لئے ذیل میں دیا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ تنزانیہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ یہ جلسے ایک احمدی کے لئے برکات کا موجب بنتے ہیں اور بننے چاہئیں کیونکہ ایک خاص ماحول میں اور صرف دینی اغراض کے لئے جمع ہونا، اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے جمع ہونا، اس کی رضا اور خوشنودی کے حصول کیلئے اکٹھے ہونا یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا باعث ہے جیسا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے منعقدہ مجالس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بناتی ہیں۔ اس کی جنتوں کی طرف لی جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو۔ جب صحابہ نے اس بارہ میں وضاحت چاہی کہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کی مجالس جنت کے باغات ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جلسہ کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ تقویٰ میں ترقی کریں۔ دعاؤں اور عبادات کی طرف توجہ بھی ہو اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان جلسوں میں شامل ہونے والوں کے لئے بہت دعائیں کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ شاملین کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات کو ان پر آسان کر دے اور ان کے ہمّ وغم دُور فرمائے۔ ان دعاؤں کا حقیقی وارث بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک احمدی جلسہ کے مقصد کو مدّنظر رکھے اور اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ توبہ اور استغفار کی طرف مائل ہو اور خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کا طلبگار ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا احمدیوں پر یہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر پھر خلافت کی نعمت سے نوازا ہے اور اس نظام سے وابستہ کر دیا ہے جس کے ذریعہ سے ہر فردِ جماعت کو بار بار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ اطاعت ہی ایک ایسا امر ہے جس کے ذریعہ سے کامیابیاں ملتی ہیں۔ یعنی کامیابیاں اور فتوحات اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بننے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو اطاعت کرنے والے ہیں اور جماعت کی کامیابی اور ترقیات بھی اسی سے وابستہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہر بیعت کنندہ خواہ مرد ہو یا عورت یہ عہد کرتا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدّم کرے گا۔ اور نظام جماعت اور اس کی ترقی کے لئے کوشاں رہے گا۔ پس ہر احمدی جہاں اپنی عبادتوں کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کرے وہاں خلیفۂ وقت کی اطاعت کے معیار کو بھی بلند کرنے کی کوشش اور جد و جہد کرے کیونکہ عبادات کی قبولیت کے لئے خلیفۂ وقت کی اطاعت لازمی ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مجاہدات کی اتنی ضرورت نہیں جتنی اطاعت کی ہے۔ پس ہر احمدی کو کامل اطاعت کا جوا اپنی گردن پر ڈالنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ آپ قرآن کریم کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر چلنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ خلیفۂ وقت کے معاون و مددگار ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں۔ آمین۔

(مکتوب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مؤرخہ 29 ستمبر 2015ء)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5/ فروری 2016)

......☆......☆......☆......

سیدنا بلال ؓ فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ مارچ 1986ء بمقام مسجد فضل لندن میں شہداء احمدیت کے لواحقین کی دیکھ بھال کے لئے ایک فنڈ کا اعلان فرمایا اور 15 مارچ 1986ء کو حضور انور نے اس تحریک کو 'سیدنا بلال ؓ فنڈ' کا نام دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا اور خیال کرے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی بلکہ بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے۔

نیز فرمایا: پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے اور ادنیٰ سا بھی تردّد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو، یہ خواہش پید ہو رہی ہو کہ مَیں اس میں شامل ہوں۔ پھر خواہ کسی کو ایک آنہ دینے کی بھی توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے، وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی۔

اس بابرکت تحریک کے تحت شہداء کی فیملیز کے گھریلو اخراجات، بچوں کی شادی بیاہ کے مسائل اور تعلیمی اخراجات کے علاوہ دیگر تمام امور کا خیال رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا ہے احباب جماعت اسی طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ کے ساتھ اس تحریک میں حصّہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ☆

122 واں جلسہ سالانہ قادیان (آغاز جلسہ پر 125 واں سال)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 122 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے 26، 27 اور 28 دسمبر 2016ء بروز پیر، منگل، بدھ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسے سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تحریروں، تقریروں اور مجالس میں بھی بعض باتیں مثالوں سے بیان فرمایا کرتے تھے جو آپ کے صحابہ کی روایات سے ہمیں ملتی ہیں۔لیکن سب سے زیادہ احسان ہم پر اس سلسلے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جنہوں نے اپنے خطبات و خطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ باتیں بیان کی ہیں جو عموماً حضرت مصلح موعود نے خود دیکھیں یا سنیں یا قریب کے صحابہ نے آپ کو بتائیں۔ مَیں گزشتہ کچھ عرصہ سے ان باتوں اور روایتوں کو خطبات میں بیان کر رہا ہوں جس پر مجھے کئی خطوط بھی آئے ہیں کہ ان مثالوں یا واقعات سے ہمیں آسانی سے بات سمجھ آجاتی ہے۔ بہرحال اس حوالے سے آج کا خطبہ بھی ہے

آجکل اسلامی ممالک میں جو ہڑتالیں اور بغاوتیں ہوتی ہیں سوائے اس کے جہاں شیطانی طاقتیں کام کر رہی ہیں عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینیاں ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں

اپنی سُستی کو اپنی بیماریوں کی طرف منسوب نہ کریں۔ جو سست رہنے والے لوگ ہیں اور اس وجہ سے اپنے فرائض میں کوتاہی برتتے ہیں ان کو جسم کا ملیریا نہیں ہے بلکہ ان کو دل کا ملیریا ہے۔ اگر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے محنت کرنی ہے تو یہ سب سستیاں دور ہو سکتی ہیں

بعض خاوند حق مہر کی ادائیگی تو علیحدہ رہی عورت جو اپنی کمائی کر رہی ہوتی ہے اس پر بھی پابندی لگا دیتے ہیں کہ تم نے ہمارے پوچھے بغیر خرچ نہیں کرنا۔ یا ہمیں دو۔ یہ ساری آمد جو ہے اس میں سے اتنا حصہ ہمارے پاس آنا چاہئے، ہمارے بنک اکاؤنٹ میں جانا چاہئے، جو سراسر ناجائز چیز ہے۔ اسی طرح بعض غریب خاندانوں میں اور غریب ملکوں میں بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ والدین شادی کے وقت حق مہر لڑکی کے خاوند یا سسرال سے خود وصول کر لیتے ہیں اور لڑکی کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ بیاہ کے خالی ہاتھ رہتی ہے۔ یہ بھی غلط چیز ہے

بعض لوگوں کا فرض ہے کہ وہ صرف دین کی طرف توجہ رکھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی کام کیلئے پیدا کیا ہے۔ لیکن باقی لوگ جو ہیں وہ بیشک اب دنیا کمائیں اور پھر اپنے مال اور وقت کا کچھ حصہ خرچ کریں۔ عبادت اور دین کے کاموں میں بھی اپنے وقت کو لگائیں استغفار بھی کریں۔ دعائیں بھی کریں

جو ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف چیز ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر کسی بھی معاملے میں نقل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اُسوہ حسنہ ہیں آپ کی نقل کرنی چاہئے یا پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو نمونہ بنایا، آپ نے جو اپنے آقا سے سیکھا ہمیں بتایا اس کے مطابق ہمیں چلنا چاہئے

شادی کا اصل مقصد تو دل کا سکون اور بقائے نسل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا چاہئے اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے تو ہو ورنہ دل سے اتر جائے اور ختم ہو جائے۔ یہ محبتیں جو دنیاوی ہیں یہ عارضی محبتیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے مانگنی چاہئے

سیّد اسد الاسلام شاہ صاحب ابن مکرم سیّد نعیم شاہ صاحب آف گلاسگو کی شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم / اپریل 2016ء بمطابق یکم شہادت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھا تھا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ جو میرے زمانے میں پیدا ہوئے ہو خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس زمانے میں پیدا کر کے ان خوش قسمتوں میں شامل کر دیا جنہیں مسیح موعود کا زمانہ دیکھنے کو ملا جس کا انتظار کرتے کرتے کتنی ہی قومیں اس دنیا سے گزر گئیں۔ مفہوم یہی تھا جسے میں نے اب اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ہم احمدی یقیناً ان خوش قسمتوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں۔ ان بدقسمتوں میں نہیں ہیں جن کو باوجود مسیح موعود کا زمانہ میسر آنے کے بیعت کرنے کی توفیق نہیں ملی کیونکہ بعض ایسے بدقسمت بھی ہیں جو مخالفت میں بھی بڑھے ہوئے ہیں اور یوں اللہ تعالیٰ کے فرستادے کی رہنمائی سے محروم ہو کر بھٹکے ہوئے اور بکھرے ہوئے ہیں۔ پس اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے کہ اس نے سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی اور اپنے بھیجے ہوئے امام کے ذریعہ سے ہمیں زندگی کے مختلف مواقع پر اٹھنے والے سوالوں اور مسائل کے حل بھی صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق بتائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تحریروں، تقریروں، اور مجالس میں بھی بعض باتیں مثالوں سے بیان فرمایا کرتے تھے جو آپ کے صحابہ کی روایات سے ہمیں ملتی ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں سب سے زیادہ احسان ہم پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جنہوں نے اپنے خطبات و خطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ باتیں بیان کی ہیں جو عموماً حضرت مصلح موعود نے خود دیکھیں یا سنیں یا قریب کے صحابہ نے آپ کو بتائیں۔ یوں مثالوں سے بات سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ مَیں گزشتہ کچھ عرصہ سے ان باتوں اور روایتوں کو خطبات میں بیان کر رہا ہوں جس پر مجھے کئی خطوط بھی آئے ہیں کہ ان مثالوں یا واقعات سے ہمیں آسانی سے بات سمجھ آجاتی ہے۔ بہرحال اس حوالے سے آج کا خطبہ بھی ہے۔

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون کو بیان فرمایا کہ ہڑتالیں یا سٹرائکس (strikes) جائز ہیں یا نہیں۔ اس بارے میں اصولی طور پر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہڑتالیں کیوں ہوتی ہیں؟ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اور وہ یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ دنیاوی نظام میں کبھی مالک مزدور کے حق ادا نہیں کرتا اور جب مزدور کو موقع ملتا ہے تو وہ مالک کا حق ادا نہیں کرتا۔ ایک بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ کبھی حکومت رعایا کے حقوق ادا نہیں کرتی اور کبھی رعایا حکومت کے حق ادا نہیں کرتی۔ جب مالک اور حکومت حق ادا نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ ایک ردّ عمل ہوتا ہے لیکن جب مزدور اور رعایا حق ادا نہیں کرتے تو پھر بھی ان پر سختی ہوتی ہے۔ تو ان دنیاوی کاموں میں ایک شیطانی چکّر ہے جس میں انسان پھنسا ہوا ہے۔ اسی لئے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کے لئے غیر نہ بنو بلکہ آپس میں بھائی بھائی سمجھ کر اپنے اپنے حق ادا کرنے کی کوشش کرو تو نظام جو ہے چاہے وہ دنیاوی نظام ہے کبھی خراب نہیں ہوتا۔ اس بارے میں اسلامی تعلیم اور اسلامی تمدن کا یہ خلاصہ ہے۔ اور یہ صرف اسلامی حکومت تک ہی وابستہ نہیں ہے بلکہ عام دنیاوی حکومت میں بھی اپنے حق ادا کرتے ہوئے کام کرنا

چاہئے اور جہاں حق لینے کا سوال ہے وہاں سٹرائک کے بجائے، ہڑتالوں کے بجائے، غیر قانونی ذرائع استعمال کرنے کے بجائے، جائز قانونی ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔ بہرحال اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ ''اسلامی عمارت جو تمدن کے متعلق ہے اس کی بنیاد انصاف اور محبت پر ہے۔ اس لئے اپنے حقوق کے اصول کے لئے بھی وہی طریق اختیار کرنا چاہئے جو انصاف اور محبت پر مبنی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں جب کبھی سٹرائک ہوتی اور کوئی احمدی اس میں شریک ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے سخت سزا دیتے اور اس پر اظہار ناراضگی فرماتے۔'' (خطبات محمود۔ جلد 17 صفحہ 133)

آجکل اسلامی ممالک میں جو ہڑتالیں اور بغاوتیں ہوتی ہیں سوائے اس کے جہاں شیطانی طاقتیں کام کر رہی ہیں عموماً عوام اور حکومت کے درمیان بے چینیاں ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر حکومت انصاف پر مبنی نظام چلا رہی ہو تو جو شیطانی طاقتیں فساد پھیلاتی ہیں یا بیرونی طاقتیں فساد پھیلاتی ہیں انہیں بھی موقع نہ ملے۔ کیونکہ جب عوام کے حق ادا کئے جا رہے ہیں تو کوئی کسی مولوی یا کسی فسادی یا کسی شرارت کرنے والے یا کسی باغی یا فتنہ و فساد پیدا کرنے والے کے پیچھے نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کو، خاص طور پر پاکستان کو، ان کی حکومتوں کو یہ عقل دے کہ یہ لوگ اپنی رعایا کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اسی طرح ہر احمدی کو بھی دعا کے ساتھ ساتھ اگر کہیں زبردستی شامل کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے تو مجبوری میں بھی کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو جائیدادوں کو نقصان پہنچانے والی ہو، حکومت کے اموال کو نقصان پہنچانے والی ہو۔

ہر انسان جو کسی بھی کام سے منسلک ہے وہ اگر اپنے کام میں دلچسپی رکھتا ہے تو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اسے ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ایک اہم اصول ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعود نے وضاحت فرمائی اور پھر مثال بھی دی کہ اگر کوئی فوجی ہے یا جرنیل ہے یا استاد ہے یا جج ہے یا وکیل ہے یا تاجر ہے یا اسمبلی کا سیکرٹری ہے، سپیکر ہے، حکومت کا وزیر ہے، کوئی بھی ہو جو ایمانداری سے کام کرتا ہے، دل لگا کر کام کرنے والا ہے پورا وقت دینے والا ہے تو شام کو جب تھک کر بیٹھتا ہے تو یہی کہتا ہے کہ تمام دن کی مصروفیت اور بوجھ نے ہماری کمر توڑ دی لیکن جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں تو ہمارے لئے جو اُسوہ آپ نے پیش کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ یہ ہے کہ یہ تمام کام جو دنیا کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تمام کام ان سب سے بڑھ کر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ جج بھی تھے۔ آپ استاد بھی تھے۔ آپ دوسرے حکومتی فرائض بھی ادا کرتے تھے کیونکہ حکومت کے سربراہ تھے۔ قانون سازی فرماتے تھے یا قانون کی وضاحت اور تفصیل بیان فرماتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی آپ گھر کے کام کاج بھی کر لیتے تھے۔ بیویوں کی مدد بھی کرتے تھے۔ آپ نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ میں اتنا مصروف انسان ہوں کہ تمہارے گھر میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ ''دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے حقوق بھی ادا کرتے تھے اور اتنی توجہ سے ادا کرتے تھے کہ ہر بیوی سمجھتی تھی کہ سب سے زیادہ مَیں ہی آپ کی توجہ کے نیچے ہوں۔ پھر بیوی بھی ایک نہیں۔ آپ کی نو بیویاں تھیں۔ اور نو بیویوں کے ہوتے ہوئے ایک بیوی بھی یہ خیال نہیں کرتی تھی کہ میری طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ چنانچہ عصر کی نماز کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ ساری بیویوں کے گھروں میں ایک چکر لگاتے اور ان سے ان کی ضرورتیں دریافت فرماتے۔ پھر بعض دفعہ خانگی کاموں میں آپ ان کی مدد بھی فرما دیتے۔ اس کام کے علاوہ جو ابھی بیان ہوئے ہیں آپ کے (بہت سارے کام تھے۔) اور بھی بیسیوں کام ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرانجام دیتے۔ آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جو فارغ ہو۔ مگر آپ بھی اسی ملک میں رہتے ہیں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ملیریا کی بیماری کا ملک ہے (کیونکہ ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ممالک میں رہنے والے لوگ اپنی سستی کی وجہ، کام نہ کرنے کی وجہ اس علاقے میں رہنا بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ یہاں ملیریا کا علاقہ ہے اور سستی پیدا ہو جاتی ہے بیماریاں بہت پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ نے ملیریا کی مثال دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سارے کام بھی کرتے تھے، گھریلو کام بھی کرتے تھے باوجود اس کے کہ آپ بھی اسی علاقے میں رہتے تھے جہاں ملیریا ہے۔ اب ایشیا کے لوگ، افریقہ کے لوگ بعض عذر پیش کرتے ہیں کہ ہماری سستیوں کی یہ وجہ ہو گئی، کام نہ کرنے کی یہ وجہ ہو گئی تو یہ وجوہات تو وہاں بھی موجود تھیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رہتے تھے۔) پھر حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم نے دیکھا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ تھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کی یہ حالت ہوتی تھی کہ ہم جب سوتے تو آپ کو کام کرتے دیکھتے اور جب آنکھ کھلتی تب بھی آپ کو کام کرتے دیکھتے اور باوجود اتنی محنت اور مشقت برداشت کرنے کے جو دوست آپ کی کتابوں کے پروف پڑھنے میں شامل ہوتے آپ ان کے کام کی اس قدر قدر فرماتے کہ اگر عشاء کے وقت بھی کوئی آواز دیتا کہ حضور میں پروف لے آیا ہوں تو آپ چارپائی سے اٹھ کر دروازے تک جاتے ہوئے راستے میں کئی دفعہ فرماتے: جَزَاكَ الله آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ جَزَاكَ الله آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ حالانکہ وہ کام جو پروف ریڈنگ کرنے والے کرتے تھے اس کام کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہوتا تھا جو آپ خود کیا کرتے تھے۔

غرض ہم نے اس قدر کام کرنے کی عادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں دیکھی ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیں حیرت آتی تھی۔ بیماری کی وجہ سے بعض دفعہ آپ کو ٹہلنا پڑتا تھا مگر اس حالت میں بھی آپ کام کرتے جاتے تھے۔ سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو راستے میں بھی مسائل کا ذکر کرتے اور سوالات کے جوابات دیتے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی ملیریا زدہ علاقے میں رہنے والے تھے۔''

(ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 17 صفحہ 249)

پس حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہم اپنی سستی کو جو ہم کرتے ہیں اپنی بیماریوں کی طرف منسوب نہ کریں۔ اس لئے جو سست رہنے والے لوگ ہیں اور اس وجہ سے اپنے فرائض میں کوتاہی برتتے ہیں ان کو جسم کا ملیریا نہیں ہے بلکہ ان کو دل کا ملیریا ہے۔ اگر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے محنت کرنی ہے تو یہ سب سستیاں دور ہو سکتی ہیں۔ اب ملیریا والے علاقے تو ایک طرف رہے یہاں یورپ میں جو لوگ ان علاقوں سے آ کر آباد ہوئے ان میں بھی بہت سے ایسے ہیں جو گھروں میں پڑے اینٹھتے رہتے ہیں۔ سارا دن گھر میں بیٹھے رہے یا ٹی وی دیکھتے رہے یا بیویوں سے لڑتے جھگڑتے رہے یا بچوں سے ایسا سلوک کیا کہ بچے بھی تنگ آ جاتے ہیں۔ یہ بیماری نہیں ہوتی۔ بہانہ یہ ہوتا ہے کہ بیمار ہیں۔ یہ بیماری نہیں بلکہ سستی ہے کاہلی ہے کیونکہ یہاں یہ فکر نہیں کہ کوئی معاش کی فکر ہو۔ کیونکہ گزارہ الاؤنس تو مل ہی جاتا ہے اس لئے بہانہ کر کے کام نہیں کرتے۔ پس اس کاہلی اور سستی کو یہاں رہنے والوں کو بھی دُور کرنا چاہئے۔

پھر اسلام میں عورت کا مستقبل محفوظ کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ جب اس کی شادی ہو تو اس کے لئے حق مہر رکھا گیا ہے۔ اس لئے اس کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف طلاق یا علیحدگی کی صورت میں ہی حق مہر ادا کرنا ہے حالانکہ حق مہر کا مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ یہ وہ رقم ہے جو عورت کے پاس ہونی چاہئے تاکہ بعض دفعہ اس کو کوئی ضرورت ہو جائے، کوئی خاص خرچ اس کے اوپر آ پڑے جس کا وہ خاوند سے مطالبہ کرتے ہوئے بھی ہچکچائے، شرم محسوس کرے تو اس میں سے وہ خرچ کر سکے۔ یا بعض وقت ایسی ضرورت پیش آ سکتی ہے جو موقع پر خاوند بھی پوری نہیں کر سکتے تو عورت کے پاس کچھ ہو تو تبھی وہ اپنی ضرورت پوری کر سکتی ہے۔ اور اگر حق مہر دینا ہی نہیں تو یہ دونوں صورتیں یا اور بھی بہت ساری صورتیں ہیں وہ پوری نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً عورت کی ضرورت ہے کسی کی مدد کرنا، کسی رشتہ دار کی مدد کرنا اور خاوند کو بتانا نہیں چاہتی تو اس کے پاس یہ رقم ہونی چاہئے۔ تو ایسی ہی کوئی نہ کوئی رقم ہو جو اس کی اپنی ہنگامی ضروریات اور اپنی مرضی کے خرچ کے لئے پوری آ سکے۔

بعض خاوند حق مہر کی ادائیگی تو علیحدہ رہی عورت جو اپنی کمائی کر رہی ہوتی ہے اس پر بھی پابندی لگا دیتے ہیں کہ تم نے ہمارے پوچھے بغیر خرچ نہیں کرنا۔ یا ہمیں دو۔ یہ ساری آمد جو ہے اس میں سے اتنا حصہ ہمارے پاس آنا چاہئے، ہمارے بنک اکاؤنٹ میں جانا چاہئے، جو سراسر ناجائز چیز ہے۔ اسی طرح بعض غریب خاندانوں میں اور غریب ملکوں میں بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ والدین شادی کے وقت حق مہر لڑکی کے خاوند یا سسرال سے خود وصول کر لیتے ہیں اور لڑکی کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ بیاہ کے خالی ہاتھ رہتی ہے۔ یہ بھی غلط چیز ہے۔ یہ تو لڑکیوں کو بیچنے والی بات ہے جس کی اسلام سخت ممانعت کرتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ عورتیں اپنے خاوندوں کو حق مہر معاف بھی کر دیتی ہیں لیکن اس کے لئے بھی بعض شرائط ہیں کہ ان کے ہاتھ میں رکھ کر پھر پوچھو بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض ائمہ کا اور بزرگوں کا تو یہ فیصلہ ہے کہ عورت کو حق مہر دو پھر وہ ایک سال اس کو اپنے پاس رکھے اور پھر اگر چاہے تو خاوند کو واپس کر دے۔ تصرف میں لائے اور پھر وہ معاف کرنا چاہے یا دینا چاہے تو دے دے۔

حضرت مصلح موعود ایسے ہی حق مہر کی معافی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کا ہے کہ ''حضرت حکیم فضل دین صاحب ہمارے سلسلہ میں سابقون الاولون میں سے ہوئے۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مہر شرعی حکم ہے اور ضرور عورتوں کو دینا چاہئے۔ اس پر حکیم صاحب نے کہا کہ میری بیویوں نے مجھے معاف کر دیا ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کیا آپ نے ان کے ہاتھ میں رکھ کر معاف کرایا تھا؟ کہنے لگے نہیں حضور۔ یونہی کہا تھا اور انہوں نے معاف کر دیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ پہلے آپ ان کی جھولی میں ڈالیں پھر اس کو معاف کروائیں۔ (یہ بھی ادنیٰ درجہ ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ مال عورت کے پاس کم از کم ایک سال رہنا چاہئے اور پھر اس عرصے کے بعد اگر وہ معاف کرے تو پھر درست ہے۔) ان کی بیویاں دو تھیں اور مہر پانچ پانچ سو روپیہ تھا۔ حکیم صاحب نے کہیں سے قرض لے کر پانچ پانچ سو روپیہ ان کو دے دیا اور کہنے لگے تمہیں یاد ہے کہ تم نے اپنا مہر مجھے معاف کیا ہوا ہے۔ سو اَب مجھے یہ واپس دے دو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اُس وقت ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ نے دے دینا ہے۔ اس وجہ سے کہہ دیا تھا کہ معاف کیا۔ اب ہم نہیں دیں گی۔ (اب تو ہمارے پاس آ گیا۔) حکیم صاحب نے آ کر یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا کہ میں نے اس خیال سے کہ روپیہ مجھے واپس مل جائے گا ایک ہزار روپیہ قرض لے کر (دونوں بیویوں کو) مہر دیا تھا مگر روپیہ لے کر انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت

صاحب یہ سن کر بہت ہنسے اور فرمانے لگے۔ درست بات یہی ہے کہ پہلے عورت کو مہر ادا کیا جائے اور کچھ عرصے کے بعد اگر وہ معاف کرنا چاہے تو کر دے۔ ورنہ دیئے بغیر معاف کرانے کی صورت میں تو 'مفت کرم داشتن' والی بات ہوتی ہے۔ (کہ ہینگ لگے نہ پھٹکری۔ اب کسی تکلیف کے بغیر ہی اپنا احسان جتا لیا۔) عورت سمجھتی ہے نہ انہوں نے مہر دیا اور نہ دیں گے۔ چلو یہ کہتے جو ہیں تو معاف ہی کر دو۔ مفت کا احسان ہی ہوتا ہے۔ تو جب عورت کو مہر مل جائے پھر اگر وہ خوشی سے دے تو درست ہے ورنہ دس لاکھ روپیہ بھی اگر اس کا مہر ہو مگر اس کو ملا نہیں تو وہ دے دے گی کیونکہ وہ جانتی ہے کہ میں نے جیب سے نکال کے تو کچھ دینا نہیں صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ اس میں کیا حرج ہے۔ پس عورتوں سے معاف کرانے سے پہلے ان کو مہر دیا جانا ضروری ہے اور اگر یہ مہر ایسے وقت میں دیا جاتا ہے جب ان کو اپنی ضروریات کی خبر نہیں (بعض دفعہ عورت کو ضروریات کا پتا ہی نہیں ہوتا) یا جبکہ والدین ان سے لینا چاہتے ہیں تو یہ ناجائز ہے (یعنی جیسی میں نے مثال دی کہ بعض لوگ اپنی بیٹیوں کے مہر خود لے لیتے ہیں یہ ناجائز چیز ہے) اور یہ بردہ فروشی ہے جو کسی طرح درست نہیں۔''

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 217)

پھر زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ بھی فرائض میں داخل ہے۔ ہر اس شخص کے لئے زکوۃ ہے جو اس کی شرائط پوری کرتا ہو لیکن ایسے بزرگ بھی ہیں جو جتنی دولت ہو، جو آمد ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی ایک بزرگ کا قصّہ حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ ''اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے لوگوں کے لئے نمونے کے طور پر پیدا کیا ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ کسی نے ایک بزرگ سے سوال کیا کہ کتنے روپوں پر زکوۃ فرض ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے لئے مسئلہ یہ ہے کہ چالیس روپے میں سے ایک روپیہ زکوۃ دو۔ اس نے کہا کہ آپ نے جو فقرہ بولا ہے کہ ''تمہارے لئے''، اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا زکوۃ کا مسئلہ ہر ایک کے لئے بدلتا رہتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ تمہارے پاس چالیس روپے ہوں تو ان میں سے ایک روپیہ زکوۃ دینا تمہارے لئے ضروری ہے۔ لیکن اگر میرے پاس چالیس روپے ہوں تو مجھ پر اکتالیس روپے دینا لازمی ہیں۔ کیونکہ تمہارا مقام ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کماؤ اور کھاؤ لیکن مجھے وہ مقام دیا ہے کہ میرے اخراجات کا وہ آپ کفیل ہے۔ اگر بیوقوفی سے میں چالیس روپے جمع کر لوں تو میں وہ چالیس روپے بھی دوں گا اور ایک روپیہ جرمانہ بھی دوں گا۔'' (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 546)۔ تو یہ بزرگوں کا حال ہے۔

پس بعض لوگوں کا فرض ہے کہ وہ صرف دین کی طرف توجہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ لیکن باقی جو لوگ ہیں جو صرف دنیا کے رہنے والے ہیں وہ بیشک اب دنیا کمائیں اور پھر اپنے مال اور وقت کا کچھ حصہ خرچ کریں۔ عبادت اور دین کے کاموں میں بھی اپنے وقت کو لگائیں۔ استغفار بھی کریں۔ دعائیں بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جو انہیں عزت اور دولت اور شہرت دی ہے تو یہ بطور احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس اس احسان کا شکرانہ یہ ہے کہ اس میں سے دوسروں کا بھی ساتھ ساتھ خیال رکھیں۔

بعض لوگوں کے ذہن زیادہ کاروباری ہوتے ہیں یا نقل میں ہی ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جو جماعتی روایات کے خلاف ہوتی ہیں یا اسلامی تعلیم سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ ایسے لوگ عہدیداروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ مقامی انجمنیں بھی ایسے فیصلے کر لیتی ہیں۔ قادیان میں ایک دفعہ مقامی انجمن نے ایک فارم شائع کیا اور دوسرے افراد کو ایک آنے کا فروخت کرنا شروع کر دیا۔ چار پیسے کا آنہ ہوتا تھا۔ غالباً کوئی رپورٹ فارم قسم کی چیز تھی۔ آج بھی بعض لوگ یہ جدّتیں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اپنی روایات بھول جاتے ہیں۔ بہرحال اس وقت جس رنگ میں حضرت مصلح موعود نے ان کو سمجھایا وہ مَیں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ''میں جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے تمام کاموں میں شریعت کی پیروی کیا کریں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیا کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کیا کریں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے مجھے ایک کاغذ دکھایا گیا تھا میں نے تو اتنا ہی دیکھا کہ اس کاغذ پر اس قسم کا نقشہ تھا جیسے فارموں وغیرہ پر ہوتا ہے مگر بتانے والے نے بتایا کہ یہ ایک آنے پر بکتا ہے اور معلوم ہوا کہ ہماری لوکل انجمن نے اس کو ایجاد کیا ہے۔ انہوں نے سرکاری اسٹامپ دیکھے تو خیال آیا کہ ہم بھی ایک کاغذ بنا کر اس کی کچھ قیمت مقرر کر دیں۔ کہتے ہیں کہ کوّا ہنس کی چال چلا اور وہ اپنی چال بھی بھول گیا۔ مَیں یہ تو نہیں کہہ سکتا مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہنس کوّے کی چال چلا اور اپنی چال بھول گیا۔ ہمیں دنیاوی گورنمنٹوں سے بھلا واسطہ ہی کیا ہے کہ ہم ان کی نقل کریں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قسم کی فارمیں کبھی نہیں بنائیں۔ پھر دشمن کو اعتراض کا خوامخواہ موقع دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اسی قسم کی باتوں کے نتیجہ میں دشمن کو حرف گیری کا موقع ملتا ہے اور وہ کہتا ہے خبر نہیں یہ کیا چیز بنا رہے ہیں۔ کرنے والا کوئی ہوتا ہے اور بدنام سلسلہ ہوتا ہے۔ لوکل کمیٹی والوں کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے (پھر آپ مثال دیتے ہیں کہ) گورداسپور میں ایک بڈھا شخص رہا کرتا تھا۔ لمبا سا قد تھا۔ بڑی سی ڈاڑھی تھی۔ عرائض نویس یا نقل نویس تھے۔ ان کا طریق تھا کہ جب کسی دوست کو دور سے دیکھتے تو بجائے السلام علیکم کہنے کے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کر دیتے اور جب پاس پہنچتے تو اس کے انگوٹھے پکڑ کر اللہ اکبر کہنے لگ جاتے اور ساتھ ساتھ اچھلتے بھی جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اکثر ملنے کے لئے آ جاتے تھے۔ انہیں بھی ہمارے لوکل کمیٹی کے پریذیڈنٹ کی طرح نقل کا شوق تھا۔ (نقل کی مثال دے رہے ہیں کہ لوگوں کی نقل کر کے بعض لوگ غلط کام کرتے ہیں۔ نقل کا شوق تھا) وہ غریب چونکہ روز مسلوں کا کام سنا کرتے تھے (کورٹ میں عرضی نویس تھے) اس لئے ان کا بھی دل چاہتا تھا کہ میں مجسٹریٹ بنوں اور مسلیں لانے کا آرڈر دیا کروں۔ مگر چونکہ یہ ہوس پوری نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے انہوں نے گھر میں ایک طریقہ ایجاد کیا کہ ایک نمک کی مسل بنا لی۔ ایک گھی کی مسل بنائی۔ ایک مرچوں کی مسل بنائی۔ ایک ایندھن کی مسل بنا رکھی تھی۔ جب وہ دفتر سے فارغ ہو کر گھر آتے تو ایک گھڑا الٹا کر اس پر بیٹھ جاتے اور بیوی کہتی کہ نمک چاہئے۔ وہ بیوی کو مخاطب کر کے کہتے کہ ریڈر! فلاں مسل لاؤ۔ بیوی مسل لے آتی اور وہ اسے پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر غور کرتے اور پھر کہتے اچھا اس میں درج کیا جائے کہ ہمارے حکم سے اتنا نمک دیا جاتا ہے۔ ایک دن اس بیچارے کی بدقسمتی سے کچہری میں سے کچھ مسلیں چرائی گئیں۔ تحقیق شروع ہوئی تو اس کا ایک ہمسایہ کہنے لگا کہ سرکار مجھے انعام دیں تو میں مسلوں کا پتہ بتا سکتا ہوں۔ اسے کہا گیا اچھا بتاؤ۔ اسے چونکہ روز ہمسائے کے گھر سے مسلوں کا ذکر سنائی دیتا تھا۔ اس نے جھٹ اس بوڑھے کا نام لے دیا۔ اب پولیس اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ اس کے گھر کے گرد جمع ہو گئی اور تلاشی شروع ہوئی۔ مگر جب مسلوں کی برآمد ہوئی تو کوئی نمک کی مسل نکلی۔ کوئی گھی کی مسل اور کوئی مرچوں کی مسل۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہی نظارہ میں آجکل یہاں دیکھتا ہوں کہ ہمارے دوست یہ سمجھ کر کہ مغربی چیزیں بڑی اچھی ہوتی ہیں ان کی نقل کرنی شروع کر دیتے ہیں۔'' (ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 230-229)۔ یہ نہیں دیکھتے کہ اس کی ضرورت کیا ہے۔ پس یہاں کسی فارم یا اس کی قیمت کا سوال نہیں ہے۔ ایک اصولی بات ہے۔ جو ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف چیز ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور دنیا داری میں اگر ہم نے نقل کرنی ہے تو اوّل تو یہ دنیا داری کی نقل ہے ہی نہیں اور اگر کسی بھی معاملے میں نقل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہیں آپ کی نقل کرنی چاہئے یا پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو نمونہ بنایا آپ نے جو اپنے آقا سے سیکھا، ہمیں بتایا اس کے مطابق ہمیں چلنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ''مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا آخری سال تھا یا آپ کے بعد خلافت اولیٰ کا کوئی رمضان تھا۔ بہرحال موسم کی گرمی کے سبب یا اس لئے کہ میں سحری کے وقت پانی نہ پی سکا تھا، مجھے ایک روزے میں شدید پیاس محسوس ہوئی تھی کہ مجھے خوف ہوا کہ میں بیہوش ہو جاؤں گا اور دن غروب ہونے میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔ میں نڈھال ہو کر ایک چارپائی پر گر پڑا اور میں نے کشف میں دیکھا کہ کسی نے میرے منہ میں پان ڈالا ہے۔ میں نے اسے چوسا تو سب پیاس جاتی رہی۔ چنانچہ جب وہ حالت جاتی رہی تو میں نے دیکھا کہ پیاس کا نام و نشان بھی نہ باقی رہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس طریق سے میری پیاس بجھا دی اور جب پیاس بجھ جائے تو پانی پینے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ (ضرورت تو اسی وقت تھی ناں جب پیاس لگ رہی تھی۔) غرض تو یہ ہوتی ہے کہ ضرورت پوری کر دی جائے خواہ مناسب سامان مہیا کر کے ہو، خواہ اس سے استغناء پیدا کر کے۔ (یعنی اس کی خواہش ہی نہ رہے۔ یا تو چیز مہیا کر دی جائے یا اس چیز کی خواہش نہ رہے۔)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک شخص نے لکھا کہ دعا کریں کہ فلاں عورت کے ساتھ میرا نکاح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم دعا کریں گے مگر نکاح کی کوئی شرط نہیں ہے۔ خواہ نکاح ہو جائے خواہ اس سے نفرت پیدا ہو جائے۔ تو آپ نے دعا فرمائی اور چند روز بعد اس نے لکھا کہ میرے دل میں اس سے نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ اسی طرح مجھے بھی ایک شخص نے (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ایک شخص نے) ایسا لکھا تھا اور میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنّت میں اسے یہی جواب دیا تھا اور اس نے بعد میں مجھے اطلاع دی کہ اس کے دل سے اس کا خیال جاتا رہا۔ پس اللہ تعالیٰ دونوں صورتوں میں مدد کرتا ہے۔'' (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 343-342) یعنی اصل چیز یہ ہے کہ یا جس کی خواہش کی جا رہی ہے وہ خواہش پوری ہو جائے یا پھر وہ خواہش ہی دل سے مٹ جائے۔ تو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے۔ پس اصل چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فیصلہ کو اہمیت دیتے ہوئے دعا کی جائے۔

اب بھی بعض لوگ خط لکھتے ہیں۔ مجھے بھی خط آتے ہیں کہ فلاں جگہ رشتہ کرنا ہے۔ دعا کریں اس سے ہو جائے اور ساتھ کوشش بھی کریں اور اس کے والدین کو بھی کہیں اور اس نظام کو بھی کہیں ورنہ ختم ہو جاؤں گا۔ میں بھی مر جاؤں گا اور دوسرا فریق بھی مر جائے گا۔ تو یہ فضول اور لغو باتیں ہیں۔ شادی کا اصل مقصد تو دل کا سکون اور بقائے نسل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا چاہئے اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے تو ہو ورنہ دل سے اتر جائے اور ختم ہو جائے۔ یہ محبتیں جو دنیاوی ہیں یہ عارضی محبتیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے مانگنی چاہئے۔ اور اگر یہ ہو گا تو پھر دنیاوی محبت بھی نیکی بن جائے گی اور پھر ہمیشہ دل کا سکون اور اطمینان کا باعث رہے گی۔

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ دنیا میں کوئی چیز اپنی ذات میں نقصان دہ نہیں ہے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’کچلہ ہے۔ یہ بھی ایک زہر ہے۔ اس کے کھانے سے کئی لوگ مرجاتے ہیں۔ لیکن لاکھوں لاکھ انسان اس سے بچتے بھی ہیں (یعنی کہ علاج کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔) اسی طرح بہت بڑی تباہی والی چیز افیون ہے لیکن اس کی تباہی کے مقابلے میں اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اطبّاء کا قول ہے کہ طبّ کی آدھی دوائیں ایسی ہیں جن میں افیون استعمال ہوتی ہے اور اس کا اتنا فائدہ ہے کہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ جب انسان کو بے چینی اور بے کلی ہوتی ہے، جب انسان کی نیند اڑ جاتی ہے، جب انسان درد سے نڈھال ہوکر خودکشی کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے تو اس کو مارفیا کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے جس سے اس کو فوراً آرام ہوجاتا ہے۔ پس دنیا میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اپنی ذات میں نقصان دینے والی ہو۔ نقصان دینے والی چیز صرف غلط استعمال ہے جو انسان کی اپنی کوتاہیوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرض کو اپنی طرف اور شفا کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر ہمارے ملک میں ایک مسلمان خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے جب کسی کام میں ناکام ہوجاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مَیں نے تو پورا زور لگادیا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کردیا گویا وہ خوبی کو اپنی طرف اور برائی کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر۔ جلد ہفتم صفحہ 170-169)

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ سچے مومن کا کام ہے کہ جب کسی کام کا اچھا نتیجہ نکلے تو یہ کہے کہ الحمدللہ خدا تعالیٰ نے مجھے کامیاب کردیا اور جب خراب نتیجہ نکلے تو وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے اور کہے کہ میں اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے ناکام ہوا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت اسے ملتی ہے۔ جو کوتاہیوں کو اپنی طرف منسوب کرے اور کامیابی پر الحمدللہ کہے، ایسا کہنے والوں پر اللہ تعالیٰ پھر رحم فرماتا ہے اور پھر رحم فرماتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ میرا بندہ کامیابیوں کو میری طرف منسوب کرتا ہے تو میں اسے مزید کامیابیوں سے نوازوں گا۔

بعض معمولی سی باتیں بڑے نتائج پیدا کرتی ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مَیں نے سنا ہے۔ آپ کسی عورت کا قصہ بیان فرماتے کہ اس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ وہ لڑائی پر جانے لگا تو اس نے اپنی ماں کو کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو میں اگر واپس آؤں تو تحفے کے طور پر آپ کے لئے لیتا آؤں اور آپ اسے دیکھ کر خوش ہوجائیں۔ ماں نے کہا کہ اگر تو سلامت آجائے تو یہی بات میرے لئے خوشی کا موجب ہوسکتی ہے۔ لڑکے نے اصرار کیا اور کہا آپ ضرور کوئی چیز بتائیں۔ ماں نے کہا اچھا اگر تو میرے لئے کچھ لانا ہی چاہتے ہو تو روٹی کے جلے ہوئے ٹکڑے جس قدر زیادہ لاسکو لے آنا۔ مَیں انہی سے خوش ہوسکتی ہوں۔ اس نے اس کو بہت معمولی سی بات سمجھ کر کہا کچھ اور بتائیں۔ لیکن ماں نے کہا بس یہی چیز مجھے سب سے زیادہ خوش کرسکتی ہے۔ خیر وہ چلا گیا۔ جہاں بھی تھا جب روٹی پکاتا تو جان بوجھ کے اسے جلاتا تھا تا کہ جلے ہوئے ٹکڑے زیادہ سے زیادہ جمع ہوں۔ روٹی کا کچھ حصہ تو خود کھالیتا اور جلا ہوا حصہ ایک تھیلے میں ڈالتا جاتا۔ کچھ مدت کے بعد جب گھر آیا تو اس نے جلے ہوئے ٹکڑوں کے بہت سے تھیلے اپنی ماں کے آگے رکھ دیئے۔ وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اس نے کہاں اماں! میں نے آپ کے کہنے پر عمل تو کیا تھا مگر مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ بات کیا تھی۔ ماں نے کہا کہ اس وقت جبکہ تم گئے تھے اس کا بتانا مناسب نہ تھا۔ اب میں بتاتی ہوں اور وہ یہ کہ بہت سی بیماریاں انسان کو نیم پختہ کھانا کھانے کی وجہ سے لاحق ہوجاتی ہیں۔ میں نے جلے ہوئے ٹکڑے لانے کے لئے تمہیں اس لئے کہا تھا کہ تم ان ٹکڑوں کے لئے ایسی روٹی پکاؤ گے کہ وہ کسی قدر جل بھی جائے اور جلی ہوئی روٹی کو رکھ دو گے اور باقی کھالو گے اس سے تمہاری صحت اچھی رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔‘‘ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 5 صفحہ 189-188)

بظاہر تو یہ چھوٹی سی بات ہے اور اگر ماں بچے کو براہ راست کہتی کہ روٹی اچھی طرح پکا کر کھانا تو بچہ کہہ سکتا تھا کہ میں جوان آدمی ہوں بیوقوف نہیں ہوں کہ کچی روٹی کھاؤں گا۔ حالانکہ میں نے اب بھی دیکھا ہے، اس زمانے میں بھی اکثر لوگ جو ہیں یہ بیوقوفی کررہے ہوتے ہیں اور کچی روٹی کو بڑے شوق سے کھا رہے ہوتے ہیں۔ بہرحال ماں کی یہ بات اس بچے کو صحت مند رکھنے کا موجب بنی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ تمہید میں نے اس لئے بیان کی ہے (اپنے ایک خطبہ میں مسئلہ بیان کررہے تھے) کہ دعا کی قبولیت کے سلسلہ میں بھی بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو بیان کی جارہی ہیں اور ہمیں پہلے سے یہ باتیں پتا ہیں لیکن پتا ہونے کے باوجود عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دعا کی قبولیت کے لئے دو بنیادی شرطیں ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ اور وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ۔ کہ میری بات مانو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ اس کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں ہیں۔ درود بھیجو، صدقہ دو۔ لیکن بہرحال قرآن شریف میں ان چیزوں کا، دو باتوں کا (ذکر) آیا ہے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں پتا ہے۔ پتا تو ہے لیکن عمل نہیں کرتے۔ بہت سارے لوگ مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول نہیں کیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر الزام ہے۔ اصل میں یہ ایمان کی کمزوری بھی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہے ایک شخص میرے پاس آیا کہ میں نے بہت دعائیں کی ہیں، میری قبول نہیں ہوئیں۔ کیا وجہ ہے؟ میں نے اسے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ کہ میرے حکموں پر چلو۔ تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے جو تمام حکم ہیں ان پر چلتے ہو؟ وہ کہنے لگا نہیں۔ تو پھر پہلے اپنی حالتوں کو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم کس حد تک عمل کررہے ہیں اور پھر يُؤْمِنُوْا بِيْ پر بھی عمل نہیں ہے کیونکہ اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو اس سے ہم خیال کرتے ہیں کہ کیونکہ یہ دعا قبول نہیں ہوئی، ظاہراً پوری نہیں ہوئی اس لئے ایمان کمزور ہوگیا۔ تو ایمان تو حضرت ابراہیم علیہ السلام والا چاہئے جس کا پہلے ذکر آچکا ہے کہ اپنی کمزوری کو اپنی طرف منسوب کریں اور کامیابی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر یہ صورتحال ہوگی کہ میرا بندہ میرے سے یہ امید رکھتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ دعائیں قبول بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر چلنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرے اور ہماری دعاؤں کو بھی قبولیت کا درجہ بخشے۔

نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو سیّد اسد الاسلام شاہ صاحب گلاسگو کا ہے۔ یہ سیّد نعیم شاہ صاحب کے بیٹے ہیں۔ ان کے والد بھی اور لڑکے کے دادا بھی یہ پرانا خاندان ہے، خدمت کرنے والا بھی ہے۔ 24؍مارچ 2016ء کو 40 سال کی عمر میں ایک شرپسند کے حملے کے نتیجہ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 24؍مارچ کو گلاسگو میں اپنی دکان کے باہر شدید زخمی حالت میں پائے گئے تھے۔ وہاں سے انہیں ہسپتال پہنچایا گیا لیکن پہلے ہی وفات پاچکے تھے۔ احمدی ہونے کی وجہ سے ان کو شہید کیا گیا۔ اور انہوں نے جان قربان کی اور بہرحال شہادت کا رتبہ پایا۔ پریس نے اور حکومتی اداروں نے بڑا افسوس اور غم کا اظہار کیا۔ یہاں کی بھی حکومت کا کام ہے کہ ان شدت پسندوں کو روکے۔ ورنہ اگر مولویوں کو کھلی چھوٹ دے دی تو یہ مولوی یہاں بھی اس ملک میں بھی پھر وہی فتنہ وفساد پیدا کریں گے جو باقی مسلمان ملکوں میں انہوں نے پیدا کیا ہوا ہے۔

فروری 1974ء میں ربوہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ایف ایس سی کی تعلیم نصرت جہاں اکیڈمی سے انہوں نے حاصل کی۔ 1998ء میں یہ گلاسگو آگئے۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں شریک ہوگئے۔ وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ باقاعدہ چندہ بھی یہ دیتے تھے۔ خدام الاحمدیہ کی رپورٹ کے مطابق خدام الاحمدیہ میں باقاعدہ شامل تھے۔ اجتماعات میں شرکت کرتے تھے۔ چندہ دیتے تھے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے بھی باقاعدہ آتے تھے۔ اکثر اجتماعات میں بھی انہوں نے شرکت کی ہے۔ مرحوم اسد شاہ جو ہیں یہ ڈاکٹر نصیر الدین صاحب قمر پنشنر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے داماد تھے۔ کچھ عرصہ سے مختلف فیزز (Phases) میں ان کو نفسیاتی بیماری بھی آجاتی تھی جس کی وجہ سے کچھ کڑھتے تھے۔ لیکن بہرحال ریجنل امیر صاحب نے کہا ہے کہ جب میں نے ان سے ملاقات کی ہے تو آخر میں انہوں نے ہمیشہ خلافت سے تعلق کا اعلان کیا، اظہار کیا تو بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ شاید جماعت چھوڑ گئے تھے لیکن نہیں۔ احمدی ہی تھے اور احمدیت کی وجہ سے شہید ہوئے اور باقاعدگی سے آخر تک پروگراموں میں، خدام الاحمدیہ کے پروگراموں میں بھی اور جماعت میں بھی شامل ہوتے رہے۔

شمس الدین صاحب کبابیر کے مربی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اسد صاحب کی اہلیہ طیبہ صاحبہ کا تعلق قادیان سے ہے اور یہ ان کی اہلیہ (شمس الدین صاحب کی اہلیہ) کی چچازاد بہن ہیں۔ کہتے ہیں چند سال قبل دو دفعہ ان کے گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک رات قیام کرنے کا موقع ملا۔ دونوں دفعہ خاکسار سے وہ جماعتی اور تبلیغی کاموں کے بارے میں پوچھتے رہے اور اس کے علاوہ کسی بھی قسم کی دنیاوی بات چیت نہیں ہوئی۔ دونوں رات میں نے ان کو تہجد میں مصروف پایا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کو، والدین کو، بیوی کو صبر اور سکون عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا آج نماز کے بعد میں جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن اللہ کے گھر کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے گھر میں پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں اور آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کردیتے ہیں اور ذکر الٰہی سنتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستماع، حدیث نمبر: 877)

طالب دعا: ایڈووکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہوجاؤ۔ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کردیا جائے اور تمہارا مال لُوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 22333)

طالب دعا: ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیاپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، حیدرآباد

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔ عربک ڈیسک یوکے)

مکرم عطیہ حفظی ہمام صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم عطیہ حفظی ہمام صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کا ایک حصہ بیان کیا تھا۔ اس قسط میں انکے اس ایمان افروز سفر کے باقی حالات بیان کئے جائیں گے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

واجب القتل ہونے کا فتویٰ

مکرم عبدہ بکر صاحب تو گھر بدری کے بعد قاہرہ چلے گئے اور ان کے جانے کے بعد بستی میں شور مچ گیا۔ مولویوں نے مشہور کر دیا کہ انہوں نے عبدہ بکر صاحب کو مناظرہ میں شکست دے دی تھی اور چونکہ ان کی طرف سے عبدہ بکر پر اتمام حجت ہو چکا ہے اس لئے اب وہ کافر و مرتد ہونے کے باعث واجب القتل ہیں۔ مَیں جانتا تھا کہ مولوی جھوٹ بول رہے ہیں اور مناظرہ میں تو عبدہ بکر صاحب کی بجائے مولویوں پر اتمام حجت ہوا تھا۔ لیکن مَیں یہ سب کچھ سن کر اس پر سوائے افسوس کے اور کچھ نہ کر سکا۔

اس کے بعد میں ایک سال تک ایم ٹی اے دیکھتا رہا اور اپنے دوستوں سے بھی یہی کہتا رہا کہ مولویوں کی باتوں میں آ کر احمدیت کی مخالفت کرنے کی بجائے جماعت کا چینل دیکھ کر خود فیصلہ کریں۔

وفاتِ مسیحؑ اور فتوائے کفر

ایک روز مَیں نے گاؤں کی مسجد میں اسی مولوی صاحب کا خطبہ سنا جس کے ساتھ عبدہ بکر صاحب کا وفات مسیحؑ کے موضوع پر مباحثہ ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے مفتئ سعودیہ ابن باز اور بعض دیگر سعودی علماء کے حوالے سے وفات مسیح کے قائل لوگوں کے کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ اس فتویٰ کے بعد مولوی صاحب فرمانے لگے کہ سب سے پہلے انڈیا میں پیدا ہونے والے مرزا غلام احمد قادیانی نے وفات مسیحؑ کی بات کی۔ پھر خطبہ کے دوران ہی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو برا بھلا کہنے لگ گیا۔

جمعہ کی نماز کے بعد دو نوجوان مولوی صاحب کے پاس گئے تو مَیں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ انہوں نے وفات مسیحؑ کے قائل افراد کے بارہ میں مولوی صاحب کے فتویٰ کی مذمت کرتے ہوئے کئی علماء کے نام لے کر کہا کہ یہ سب وفات مسیحؑ کے قائل ہیں، پھر ان نوجوانوں میں سے ایک نے مولوی کے منہ پر ہی کہہ دیا کہ میں بھی وفات مسیحؑ کا قائل ہوں، اب آپ بتائیں کہ کیا یہ سب علماء اور ہم سب بھی کافر ہیں؟ مولوی صاحب کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

اس کے برعکس دوسرے لوگ جو مولوی صاحب کی بات کو ہی دین حق سمجھنے کے عادی تھے انہوں نے مولوی صاحب کی زبانی خطبہ میں اس فتویٰ کو سنا تو کہنا شروع کر دیا کہ اے عبدہ بکر تم کہاں ہو؟ کاش تم یہاں ہوتے تو سنتے کہ مولوی صاحب نے تمہارے بارہ میں شریعت کے مطابق کونسا فتویٰ پیش کیا ہے۔ پھر وہ نہایت حسرت آمیز لہجے میں کہنے لگے کہ بیچارہ عبدہ بکر اچھا نوجوان تھا لیکن قادیانیت کی وجہ سے خراب ہو گیا۔

إِنِّي مُهِينٌ مَّنْ أَرَادَ إِهَانَتَكَ

2013ء کا سال ہمارے ملک میں بڑی سیاسی تبدیلیوں کا سال ٹھہرا۔ اس سال اخوان المسلمین کی حکومت اور مولوی حضرات کے خلاف مصر کی عوام کی طرف سے وسیع پیمانے پر مظاہرے ہونے لگے۔ مولویوں کے بارہ میں عاقل لوگوں کی رائے یکسر بدل گئی اور وہ جو کبھی انہیں دین حق کے سفیر مانتے اور انکی بات کو حرفِ آخر سمجھتے تھے آج ان سے نفرت کرنے لگ گئے۔

یقیناً یہ ایک بہت بڑی اور غیر متوقع تبدیلی تھی۔ وہ مولوی حضرات جو سالہا سال سے سادہ لوح عوام کے سر پر سوار تھے اور ان کی عقلوں کو بھی غلام بنا کر کھیل رہے تھے انہیں یہ سب کچھ اتنی جلدی کیونکر قابل قبول ہو سکتا تھا لہٰذا ردّ عمل کے طور پر اخوان المسلمین کے بعض حامیوں نے بھی جلوس نکالا لیکن اپنے غصہ پر قابو نہ رکھ سکے اور حسبِ عادت جلاؤ گھیراؤ اور لوٹ مار کے علاوہ پولیس کے بعض جوانوں کے قتل کا بھی ارتکاب کر بیٹھے۔ لیکن چونکہ اب حالات بدل چکے تھے اسلئے مکافاتِ عمل کے طور پر انہیں بھی اسی قسم کے سلوک کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ بعض ان میں سے قتل ہوئے، بعض کے گھر گرا دیئے گئے، بعض کو قید با مشقت کی سزا ہوئی، اور ان میں سے بعض ابھی تک رُوپوش ہیں۔ یوں یہ سب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے، اور جنہوں نے آپکے کفر کا فتویٰ صادر کیا تھا، یہ سب آج اپنے جرم کی سزا پا چکے تھے اور بستی میں ان کا وجود تک مٹ گیا تھا۔ جب میں نے مکرم عبدہ بکر صاحب کو اس صورتحال سے آگاہ کیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ مولوی بھری مجلس میں مسیح موعود علیہ السلام کی توہین و تکفیر کے مرتکب ہوئے ہیں اب خدا تعالیٰ انہیں ضرور پکڑے گا۔ میں تو اس نشان کا چشم دید گواہ تھا اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بیّن ثبوت کے طور پر ماننے پر مجبور تھا۔

بیعت کا فیصلہ

اسی روز میں نے بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ شادی کے بعد میں نے اپنی بیوی کو بھی تبلیغ کی تھی اور وہ بھی میرے ساتھ احمدیت کے بارہ میں تحقیق کر رہی تھی۔ چنانچہ جب میں نے بیعت کا فیصلہ کیا تو اس نے بھی میرے ساتھ ہی بیعت کرنے کا اظہار کیا جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس نے جماعت کی صداقت کے نشانات کے علاوہ کچھ رؤیائے صالحہ بھی دیکھے تھے جس سے جماعت کی سچائی اس کے لئے روشن ہو چکی تھی۔

پھر وہ دن بھی آ گیا جب میں اپنی بیوی کو لے کر قاہرہ میں جماعت کے سنٹر میں گیا جہاں نماز جمعہ کے بعد مَیں نے اپنی بیعت کا اعلان کیا۔ اس وقت ایک نہایت خوبصورت احساس تھا جس کی یادیں آج بھی میرے دل و دماغ میں تازہ ہیں۔ مجھے محسوس ہوا کہ شاید زندگی میں آج پہلی بار میں حقیقی مسلمانوں کی جماعت سے مل رہا ہوں۔ یہاں ہر شخص دوسرے سے معصوم اور بے لوث محبت کرنے والا تھا۔ یہاں ہر ایک ہی عاجزی و انکساری کا نمونہ تھا۔ یہاں ہر ایک دوسرے کی خدمت کے جذبہ سے سرشار تھا۔ میں نے یہاں پر موجود ہر احمدی کو غیر معمولی سعادتمندی کے ساتھ ایک عجیب روحانی خوشی اور خوش بختی کے احساس سے سرشار دیکھا۔ یہ صرف میری ہی رائے نہ تھی بلکہ میری اہلیہ کے جذبات بھی کچھ مختلف نہ تھے۔ وہ بھی وہاں پر احمدی عورتوں سے ملی اور ان کے اخلاص و اخلاق اور محبت و اخوت سے بہت زیادہ متاثر ہوئی۔ نیز وہاں پر اس کی ملاقات مکرم عبدہ بکر صاحب کی بیوی سے بھی ہوئی جو ہمارے سابقہ تعلق کی وجہ سے فوراً ہی گہری دوستی میں بدل گئی اور اس دن سے وہ دونوں سگی بہنوں کی طرح ہو گئی ہیں۔

فتویٰ بازی کی رگ!

قاہرہ سے واپسی پر میں نے تو بستی میں آتے ہی اپنی بیعت کا اعلان کر دیا۔ اسکے ساتھ ہی مشکلات کا آغاز ہو گیا۔ میرے سب بھائی میرے ساتھ بحث کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ یہ بات جب بستی کے بچے کھچے ان مولویوں تک پہنچی جنہیں حکومتی مشینری نے نسبتاً کم شر والے سمجھ کر چھوڑ دیا تھا تو ان میں فتویٰ بازی کی رگ جاگ اٹھی اور ان میں سے ایک نے میرے بارہ میں بستی میں مشہور کر دیا کہ عطیہ حفظی عیسائی ہو گیا ہے۔ اسی طرح میری تکفیر کے بارہ میں بھی کئی فتاویٰ اور افواہیں گردش کرنے لگیں جن کو سن کر مجھے محسوس ہوا کہ مجھ پر بھی وہی الزامات لگائے جا رہے ہیں جو ابھی کچھ عرصہ قبل ہی مکرم عبدہ بکر صاحب پر لگائے گئے تھے۔

اس صورتحال میں میرا بھائی مجھ سے مختلف امور کے بارہ میں بحث کرنے لگ گیا اور دورانِ بحث وہ مجھے مولوی صاحب کے پاس لے جانے پر اصرار کرنے لگا۔ بادل نخواستہ میں چلا گیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ ایک کلمہ گو کو عیسائی ہونے کا الزام کیونکر دے سکتے ہیں؟ کلمۂ شہادت سن کر مولوی صاحب نے پینترا بدلا اور کہا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ قادیانیت اسلام سے خارج فرقہ ہے۔ میرے بھائی نے وہیں پر مولوی صاحب کو پکڑ لیا اور کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ کیونکہ تم نے میرے والد صاحب سے کہا تھا کہ تمہارا بیٹا حفظی اور اس کی بیوی عیسائی ہو گئے ہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے کھسیانا سا ہو کر کہا کہ ہاں میں نے کہا تھا کیونکہ قادیانیت اسلام سے علیحدگی کا نام ہے۔ اور ایسی صورت میں ان کا کسی مسیح موعود پر ایمان کا دعویٰ عیسائیت سے بھی بدتر ہے۔

قسطنطنیہ کی فتح اور دجال

مولوی صاحب کی مذکورہ بالا بات سن کر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا قسطنطنیہ کی فتح ہو چکی ہے یا ابھی ہونی ہے؟ انہوں نے جھٹ کہا کہ وہ تو کب کی ہو چکی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حدیث میں تو آیا ہے کہ دجال کا خروج قسطنطنیہ کی فتح کے عرصہ میں ہی ہوگا۔ پھر اگر قسطنطنیہ کی فتح صدیوں پہلے ہو چکی ہے تو اس حدیث کے مطابق دجال کا خروج بھی ہو چکا ہے، اور اگر دجال ظاہر ہو چکا ہے تو مسیح علیہ السلام بھی نازل ہو چکے ہیں۔ اور اگر مسیح علیہ السلام نازل ہو چکے ہیں تو وہ کہاں ہیں؟

پھر اسی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ مسلمان فتح قسطنطنیہ کے بعد تقسیم غنائم کے وقت اپنی تلواریں زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکا دیں گے۔ چنانچہ کیا قتلِ دجال سے پہلے اس ساری ترقی کے باوجود دنیا دوبارہ تلواروں سے ہی جنگ کرنے لگے گی؟

اب یا تو آپ کہہ دیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے یا پھر یہ مانیں کہ یہ تمام واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپکے پاس ان باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔

یہ مسلمان ہے!

میرا بھائی شاید یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ میرے سامنے مولوی صاحب بے دلیل و لاجواب ہو جائیں۔ اگرچہ وہ مولوی صاحب کی زبانی مجھ سے کفر کا لیبل اتروانا چاہتا تھا لیکن اسکے ساتھ ساتھ خود ایسی صورتحال کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا جس میں وہ میرے مؤقف کی صداقت کے اعتراف پر مجبور ہو جائے۔ اسلئے اسنے مجھے کہا کہ تم ابھی ان باتوں کو چھوڑ دو، ان موضوعات پر بات پھر کبھی کر لیں گے۔ پھر مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر بولا کہ اب آپ میرے بھائی کا موقف سن چکے ہیں۔ لہٰذا اب مجھے صرف یہ بتا دیں کہ میرا بھائی مسلمان ہے یا عیسائی؟ مولوی صاحب کو شاید ابھی تک قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کے خروج والی بات ہی ہضم نہ ہوئی تھی اور شاید وہ مزید کسی الجھن کا شکار نہیں ہونا چاہتے تھے۔ اسلئے فوراً کہنے لگے کہ اگر یہ کلمہ شہادت پڑھتا ہے اور نماز و روزہ کی ادائیگی کرتا ہے اور قبلۂ مسلمین کو اپنا قبلہ مانتا ہے تو پھر یہ مسلمان ہے۔

میرے بھائی نے مولوی صاحب سے یہ تو نہ پوچھا کہ قبل ازیں بغیر کسی تحقیق کے ہی آپ نے کفر کا ایسا فتویٰ کیسے صادر کر دیا تھا جس کے غلط ہونے کا اب آپ خود اقرار کر رہے ہیں؟ یہ ایسا فتویٰ تھا جس کی بناء پر کوئی متشدد میری جان بھی لے سکتا تھا۔ لیکن شر پسند مُلّاں نے دین کو کھیل بنا کر خود کو اس کا ٹھیکیدار سمجھ رکھا ہے اور اسی مستی میں بیٹھا لوگوں کی زندگیوں کے فیصلے کر رہا ہے۔

میرے بھائی کو تو بس مولوی صاحب کی طرف سے یہی شہادت چاہئے تھی لہٰذا وہ یہ سنتے ہی مجھے وہاں سے لے کر گھر آ گئے۔

قبول بیعت کی خوشکن خبر

شاید وہ میری زندگی کے خوش ترین لمحات تھے جب عبدہ بکر صاحب نے مجھے فون کر کے بتایا کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے میری بیعت قبول فرما لی ہے۔ پھر انہوں نے فون پر ہی حضور انور کا جوابی خط پڑھ کر سنایا۔ حضور انور کے خط میں مذکور دعاؤں کو سن کر دل بہت نرم ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

بیعت کے بعد مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے اور مجھے ہر معاملہ میں اس کی تائید و نصرت کا احساس ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شرائط بیعت پر مکمل عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل یکم اپریل 2016)

......☆......☆......☆......

مَیں ربوہ اور قادیان کے احمدیوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مسجدوں کو آباد کریں

بہت سے ایسے لوگ جو جماعت کے نظام کے بارے میں غلط خیالات رکھتے ہیں ان سے بھی بچنے کی کوشش کریں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 4 مارچ 2016 بطرز سوال و جواب

بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہند و پاک کی پُرانی کہانیوں اور روایتوں کے متعلق کیا بصیرت افروز حقائق پیش فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پاک و ہند کی پرانی کہانیاں اور روایتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں ان روایتوں کا آج تک جاری رہنا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے ہی ہے۔ اگر جماعت کے لٹریچر میں یہ نہ ہوتیں تو کبھی کی یہ کہیں دفن ہو چکی ہوتیں اور اِس جدید زمانے میں ان کو کوئی بھی نہ جانتا۔ آج ان باتوں کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہوتا ہے۔ یہ صرف کہانیاں ہی نہیں بلکہ بعض حقیقی واقعات بھی ہیں۔ بعض جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو بظاہر تو لطیفے ہیں لیکن ان لطیفوں میں سے بھی آپ اصلاح کا پہلو ہمارے سامنے پیش فرما دیتے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مالن جسکی دو لڑکیاں تھیں، کے متعلق کیا قصّہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مالن کی مثال بیان فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے کہ اکی دو لڑکیاں تھیں ایک کمہاروں کے گھر بیاہی ہوئی تھی دوسری مالیوں کے ہاں۔ جب کبھی بادل آتا تو وہ عورت دیوانہ وار گھبرائی ہوئی پھرتی تھی۔ لوگ کہتے تھے اسے کیا ہو گیا ہے؟ وہ کہتیں کہ میری ایک بیٹی نہیں رہی۔ کیوں کہ اگر بارش ہو گئی تو جو کمہاروں کے ہاں بیاہی ہوئی ہے وہ نہیں رہی، انکا کاروبار ختم ہو جائے گا اور اگر بارش نہ ہوئی تو جو مالیوں کے گھر ہے وہ نہیں رہے گی کیونکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے انکی سبزیاں وغیرہ نہیں اُگیں گی۔ تو بہر حال اگر ہو گئی تو کمہارن کے برتن خراب ہو جائیں گے۔ اگر نہ ہوئی تو سبزیوں والوں کی سبزی کا نقصان ہو گا۔

سوال یہ مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس ضمن میں بیان فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مثال اس ضمن میں بیان فرمائی کہ قادیان کے دو آدمیوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ دوستوں نے سمجھایا لیکن دونوں نے یہی کہا کہ نہیں ہم نے انگریزی عدالت میں جانا ہے وہیں سے فیصلہ کروانا ہے اور ایک دوسرے پر سرکاری عدالت میں نالش کر دی۔ جب مقدمے کی پیشی ہوتی تو وہ خود یا ان کا کوئی نمائندہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں دعا کے لئے کہنے آ جاتا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ دونوں میرے مرید ہیں اوران سے تعلق بھی ہے۔ کس کیلئے دعا کروں کہ وہ ہارے اور وہ جیتے۔ مَیں تو یہی دعا کرتا ہوں کہ جو سچا ہے وہ جیت جائے۔

سوال آج کل جو بعض احمدی قضا یا عدالت میں ایک دوسرے پر کیس کرتے ہیں اس ضمن میں حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس مثال سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں مقدمے بازی ہوتی تھی تو آج بھی اگر ہو رہی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، یہ جائز ہے۔ یہ جائز تو ہے کہ انصاف کے لئے انسان عدالت میں جائے لیکن اگر آپس میں فیصلے دوستوں کے ذریعہ ہو سکتے ہوں، ثالثی فیصلے ہو سکتے ہوں، مل بیٹھ کے ہو سکتے ہوں تو عدالتوں میں بھی نہیں جانا چاہئے اور پھر ڈھٹائی بھی نہیں دکھانی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس نمونے کو پسند نہیں فرمایا تھا۔

سوال حضور انور نے والدین کے عزت و احترام اور اطاعت کے ضمن میں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: والدین کا عزت و احترام کرنا چاہئے۔ سوائے دین کے معاملے کے، خدا تعالیٰ کے حکموں کے معاملے کے والدین کی اطاعت کرنی چاہئے۔ انکے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ جب دین کا معاملہ آئے تو بیشک یہ کہا جا سکتا ہے کہ میں احترام تو آپکا کرتا ہوں لیکن کیونکہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہے اسلئے یہ بات ماننا میرے لئے مشکل ہے، میری مجبوری ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔

سوال بعض لوگ علما یا مقررین کی تقریر صرف وقتی حظ اُٹھانے کیلئے عادتاً سُنتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت مصلح موعود یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ لوگ بعض علماء یا مقررین کی تقریر صرف وقتی حظ اٹھانے کے لئے عادتاً سنتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس بارے میں یہی فرمایا ہوا ہے کہ مجلسوں میں صرف اسلئے نہ آؤ کہ فلاں مقرر اچھا ہے اس کی تقریر سننی ہے بلکہ یہ دیکھو کہ اس مجلس میں کیا ذکر ہو رہا ہے اور اس سے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

سوال حضور انور نے پیروں فقیروں کے متعلق کیا حقائق بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق ملی ورنہ اسلام کے نام پر پیروں نے جو دوکانداریاں چمکائی ہوئی ہیں ہم بھی شاید انہی کا حصہ ہوتے۔ دعوے تو یہ پیر لوگ کرتے ہیں کہ بڑے پہنچے ہوئے لوگ ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی دعاؤں سے اپنی ضروریات پوری کر لیتے ہیں۔ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارا بڑا قریبی تعلق ہے اور دنیا سے بالکل بے رغبتی ہے۔ لیکن ان کے عمل کیا ہیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ ایک شخص کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو خاص درجہ تک پہنچا ہوا سمجھتا تھا مگر ایک دفعہ ایک مرید کے ہاں گیا اور جا کر کہا کہ لاؤ میرا ٹیکس۔ یعنی مجھے نذرانہ دو۔ قحط کا موسم تھا۔ مرید نے کہا کہ کچھ نہیں ہے۔ اس دفعہ معاف کر دو۔ پیر صاحب بہت دیر تک لڑتے جھگڑتے رہے اور آخر کوئی چیز اس کی بِکوائی۔ کوئی چیز اسکو بیچنی پڑی اور پھر روپیہ لے کر اس کی جان چھوڑی۔ تو اس قسم کی کمزوریاں اور گند ان لوگوں میں دیکھے جاتے ہیں جو بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم بڑے پہنچے ہوئے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طب کے متعلق قرآن مجید کی کیا خوبی بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا طب کے تمام اصول قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں اور دنیا کی تمام امراض کا علاج قرآن مجید میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے مجھے اس طرح قرآن مجید پر غور کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو اور ممکن ہے میرا عرفان ابھی تک اس حد تک نہ پہنچا ہو مگر بہر حال (جتنا بھی عرفان ہے) اپنا عرفان اور اپنے بڑوں کا تجربہ ملا کر مَیں کہہ سکتا ہوں کہ قرآن مجید سے باہر ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

سوال حضور انور اید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کے متعلق ہمیں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پس قرآن کریم پر غور اور تدبر کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفاسیر پڑھنی چاہئیں۔ پھر حضرت مصلح موعود نے بھی تفسیریں لکھی ہیں وہ پڑھنی چاہئیں۔ خلفاء کی بعض آیتوں پہ وضاحتیں ہیں، تفسیر ہے ان کو دیکھنا چاہئے۔ خود غور کرنا چاہئے اور قرآن کریم سے ہی علم و معرفت کے نکتے تلاش کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

سوال علم کے ساتھ کس کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہم نے علم حاصل کر لیا اور یہ بہت ہے اور کسی چیز کی ہمیں ضرورت نہیں۔ لیکن یاد رکھنے والی بات ہے کہ علم کے ساتھ تجربے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص محض کتاب پڑھ کر طبیب بننا چاہے تو بہت مشکل ہے۔ بڑا محال ہے۔ مثلاً طب کی کتب ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کے پڑھنے کے ساتھ لائق طبیب کے سامنے مریضوں کی تشخیص اور علاج کیا ہو۔ اسی لئے ڈاکٹروں کو جب کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ماہر ڈاکٹروں کے ساتھ ان کے پریکٹیکل بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو تجربہ حاصل نہیں ہوتا اور انسان کچھ سیکھ نہیں سکتا۔

سوال جماعت کی عمومی ترقی کیلئے کس چیز کی بہت ضرورت ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جماعت کی عمومی ترقی کے لئے بھی یہ بہت ضروری ہے اور اس کی بہت اہمیت ہے کہ نوجوان جدید علم جب حاصل کرتے ہیں تو اس کا مزید تجربہ بھی حاصل کریں اور اپنے علم کو تجربہ کار لوگوں کے ساتھ ملا کر پھر جماعت کی ترقی کے لئے بھی استعمال کریں۔ بہت سے مشورے لوگ دیتے ہیں۔ نئی ٹیکنالوجی ہے اس کو استعمال کرنا ہے تو بعض دفعہ علم کی حد تک تو ٹھیک ہوتا ہے لیکن بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جنہیں دور کرنا ضروری ہے اور یا پھر ایسی روکیں سامنے آ سکتی ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہوتا ہے اور تجربہ کار لوگ یہ بتا سکتے ہیں۔

سوال ایک احمدی ہو کر ایمان کی کس صورت میں حفاظت ہو سکتی ہے۔؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک احمدی ہو کر ایمان کی ایسی صورت میں حفاظت ہو سکتی ہے جب نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق ہو اور باقاعدہ تعلق ہو اور اس تعلق کے لئے ان ذرائع کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے جن سے دُور بیٹھ کر بھی وہ تعلق قائم رہے۔ حضرت مصلح موعود اس بات کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ جماعتی معاملات میں افراد کبھی ترقی نہیں کر سکتے بلکہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتے جب تک ان کا جڑ سے تعلق نہ ہو اور اس زمانے میں یہ تعلق پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اخبارات ہیں۔ انسان کسی جگہ بھی بیٹھا ہوا ہو اگر اسے سلسلہ کے اخبارات پہنچتے رہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسے پاس بیٹھا ہے۔ اسی طرح اخبارات دُور رہنے والوں کو قوم سے وابستہ رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ الحکم اور بدر ہمارے دو بازو ہیں۔

سوال جماعت کے وہ احباب جو پڑھے لکھے نہیں تھے وہ کس طرح تبلیغ کیا کرتے تھے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: جماعت کے دوست اس زمانے میں کثرت سے اخبارات خریدتے تھے بلکہ جو پڑھے لکھے نہیں تھے بعض دفعہ وہ بھی خریدتے تھے اور دوسروں کو پڑھنے کے لئے دے دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے۔ بلکہ ایک احمدی یکّہ چلانے والے تھے۔ پڑھے لکھے نہیں تھے۔ وہ الحکم منگوا کر رکھ لیتے تھے اور اپنی سواریاں جب ٹانگے پر لے کے جاتے تھے تو سواری کی شکل دیکھ کے پہچان لیتے تھے کہ یہ کوئی شریف النفس ہے تو اسے اخبار دے کر کہتے تھے کہ یہ اخبار آیا ہے ذرا مجھے پڑھ کر سنانا اور اس طرح بعض دفعہ جب سواری اپنی منزل پر پہنچ کے اترتی تھی تو اخبار کا نام پتا نوٹ کر لیتے تھے اور اس طرح جماعت کے رابطے میں آتے تھے اور پھر بیعتیں ہوتی تھیں۔

سوال تربیت اور خلافت سے تعلق اور تبلیغ کے متعلق حضور انور نے احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک تو اپنی تربیت اور خلافت سے مضبوط تعلق کیلئے ہر احمدی کو ایم ٹی اے سننے کی ضرورت ہے اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔ دوسرے تبلیغ کے لئے جو ایم ٹی اے اور ویب سائٹ پر پروگرام ہیں وہ بھی دوسروں کو بتانے چاہئیں۔ اپنے دوستوں کے ساتھ بعض دفعہ موقع ملتا ہے تو بیٹھ کے دیکھنے چاہئیں۔ دوستوں کو ان کا تعارف کروانا چاہئے۔ آجکل ایم ٹی اے اور اسی طرح alislam کی جو ویب سائٹ ہے یہ جماعت کی ویب سائٹ ہے۔ یہ بڑا اچھا ذریعہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو بھی

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

آج یوکے(UK)اور کینیڈا کی شاہد کلاس کے فارغ التحصیل طلباء کا Convocation ہے۔ چھٹی کلاس شاہد پاس کر کے کینیڈا سے نکلی ہے اور یوکے(UK) کے جامعہ احمدیہ کی چوتھی ہے

اب آپ ایک مربی اور ایک مبلغ کے طور پہ کام کرنے والے ہیں۔ اور آپ کو مربی اور مبلغ بننے کی روح کو سمجھنے کی ضرورت ہوگی کہ مربی کا کیا کام ہے اور مبلغ کا کیا کام ہے؟ آپ کا کام دنیا کو خدا تعالیٰ سے ملانا ہے اور انسانوں کا حق ادا کرتے ہوئے ان کی روحانی اور مادی زندگی کے سامان پیدا کرنا ہے اور یہ ایسے دوعظیم کام ہیں جو اگر انسان سوچے تو خوف سے کانپ جانا چاہئے

یاد رکھیں کہ آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا پیار کس طرح حاصل کرنا ہے اور پھر دوسروں میں یہ بات ڈالنی ہے کہ خدا تعالیٰ کتنا پیار کرنے والا ہے اور اس کا پیار حاصل کرنے کے لئے کتنی کوشش ہمیں کرنی چاہئے۔ اپنوں کی تربیت بھی آپ نے کرنی ہے۔ غیروں تک بھی پیغام حق پہنچانا ہے اور ان کو حقیقی اسلام سے آشنا کروانا ہے۔ پس عملی میدان میں آ کر خدا تعالیٰ سے تعلق میں پہلے سے بڑھ کر آپ لوگ کوشش کریں۔ اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی طرف توجہ دیں۔ عبادتیں ہی ایک ایسا ذریعہ ہیں جس سے آپ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھ سکتے ہیں۔ آپ کی عبادتیں بھی اس معیار پر ہونی چاہئیں جہاں آپ کو خدا تعالیٰ سے وفا اور صدق اور اخلاص کے یہ معیار نظر آتے ہوں۔ آپ کو نظر آتا ہو کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں وہاں یہ یاد رکھیں کہ وفا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا ہے اور اس میں مستقل مزاجی سے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ فرائض کے ساتھ نوافل کو ادا کرتے چلے جانا ہے اور اپنے معیار تقویٰ کو بڑھاتے چلے جانا ہے۔ ہم نے اپنے اندر عاجزی اور قربانی کی روح نہ صرف بڑھانی ہے بلکہ جہاں بھی موقع ملے بڑھ چڑھ کر آپ نے اس میں حصہ لینے کی کوشش کرنی ہے۔ یہی ایک مربی اور مبلغ کی ترجیحات ہونی چاہئیں کہ اس نے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور خالص وفادار ہو کر تعلق پیدا کرنا ہے۔ اپنی عزت اور اپنے نام اور نمود اور شوکت کی کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں کرنی۔ ہر وقت ہر قربانی کے لئے تیار رہنا ہے

قرآن کریم آپ کے لئے ایک لائحہ عمل ہے۔ ضابطہ حیات ہے۔ تبلیغ کی گائیڈ بک (Guide Book) ہے۔ تربیت کے لئے ایک معیار ہے۔ اس کو ہمیشہ پڑھیں اور اس پہ غور کریں۔ تفسیریں پڑھیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں۔ ان کا مطالعہ ہے۔ ان کا مطالعہ کریں۔ باقاعدگی سے مطالعہ ہونا چاہئے۔ پھر اس میں سے نوٹس تیار کریں۔ اس میں سے نکات نکالیں جو آپ کے تربیتی اور تبلیغی کاموں میں کام آئیں۔ نیز الہام پیدا کرنے کی کوشش کریں اور وہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں پیدا ہوتی ہے

آپ نے افراد جماعت میں یہ بات پیدا کرنی ہے کہ اللہ اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کس طرح کی جاتی ہے۔ کہاں کی جاتی ہے۔ جہاں جہاں بھی آپ کی پوسٹنگ ہوگی وہاں آپ اپنی پہچان پیدا کروائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی تک یوکے اور کینیڈا کے جامعات سے جو بھی مربّیان بن کر نکلے ہیں وہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے راحت کا باعث بنے ہیں اور ان کو دیکھ کے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ پس آپ لوگ بھی یاد رکھیں کہ آپ نے ان معیاروں کو اونچا کرتے چلے جانا ہے

پھر نوجوانوں کو ساتھ لے کر چلیں۔ آئندہ ذمہ داری نوجوانوں نے اٹھانی ہے۔ آپ لوگوں نے، نوجوان مربّیان نے، مبلغین نے ان نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملانا ہے تاکہ جماعت کی ترقی کے قدم آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں تاکہ ہمیں جماعت میں ہر طبقے میں اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے اور ایمان پر پختگی سے قائم رہنے والے ملتے رہیں آپ لوگوں نے نوجوانوں کو یہ احساس دلانا ہے کہ تم جماعت کا حصہ ہو اور بڑا اہم حصہ ہو۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ نوجوانوں کی تربیت کی طرف آپ نے بہت زیادہ توجہ دینی ہے

دنیا اس وقت خدا کو بھول رہی ہے آپ لوگوں نے جہاں بھی آپ ہوں اللہ تعالیٰ کی پہچان کروانی ہے۔ مخلوق کو خدا سے ملانا ہے اور وہ اسی وقت ہوگا جب آپ خود اپنی امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ پس ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں

یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر مربی، ہر مبلغ میدان عمل میں یا جہاں بھی وہ ہے وہ خلیفہ وقت کا نمائندہ ہے اور آپ لوگوں نے اس کا دست و بازو بن کے رہنا ہے

ہر کلاس جو نکلتی ہے اس کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپ کے چیلنجز پہلوں سے زیادہ بڑے ہیں۔ ان کا مقابلہ آپ نے کرنا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ اس کے لئے آپ کو تقویٰ کے معیار بلند کرنے ہوں گے

جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی چوتھی اور جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے والی چھٹی شاہد کلاس کے طلباء کی تقریب تقسیم اسناد کے موقع پر

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا زرّیں نصائح پر مشتمل نہایت اہم خطاب۔ فرمودہ 16 جنوری 2016ء بروز ہفتہ بمقام Haslemere، جامعہ احمدیہ یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج یوکے(UK) اور کینیڈا کی شاہد کلاس کے فارغ التحصیل طلباء کا Convocation ہے۔ چھٹی کلاس شاہد پاس کر کے کینیڈا سے نکلی ہے اور یوکے (UK) کے جامعہ احمدیہ کی چوتھی ہے۔ اب آپ کا پڑھائی کا دَور تو ایک لحاظ سے ختم ہو گیا۔ وہ جو پڑھائی تھی جس میں آپ نے کلاسیں attend کرنی تھیں، امتحان دینے تھے اور پھر اگلی کلاسوں میں جانے کے لئے آپ کی، ہر ایک کی جستجو ہوتی تھی یہ دَور اب ختم ہوا۔ اب آپ عملی زندگی میں قدم رکھنے کے لئے تیار ہوئے ہیں اور عملی زندگی میں آپ کو مختلف جگہوں پر کام کرنا پڑے گا۔ بعض اپنے اپنے ممالک میں مشنری کے طور پر بھیجے جائیں گے۔ بعض کو پھر دوسرے ملک میں مشنری کے طور پر بھیجا جائے گا۔ بعضوں کو بعض دفاتر میں لگایا جائے گا۔ بہرحال اس عملی زندگی میں اب آپ کا ایک نیا دَور شروع ہوگا اور اس نئے دَور میں آپ کو اپنے رویّوں کو، اپنی حالتوں کو اس سے مختلف کرنا ہوگا جو بحیثیت طالبعلم آپ کی تھیں۔ اب آپ ایک مربی اور ایک مبلغ کے طور پہ کام کرنے والے ہیں۔ اور آپ کو مربی اور مبلغ بننے کی روح کو سمجھنے کی ضرورت ہوگی کہ مربی کا کیا کام ہے اور مبلغ کا کیا کام ہے؟ چاہے کسی بھی دفتر میں آپ کو لگایا جائے تب بھی آپ کی حیثیت جو مربی کی ہے وہ ہر جگہ قائم ہے۔ دنیا میں مختلف پیشوں میں لوگ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر بنتے ہیں۔ انجنیئر بنتے ہیں۔ سائنٹسٹ بنتے ہیں۔ وکیل بنتے ہیں۔ استاد بنتے ہیں۔ لیکن ان کا ایک محدود ماحول ہے۔ اس محدود ماحول کے اندر انہوں نے رہ کر کام کرنا ہے جبکہ آپ کا ماحول اور آپ کا میدان بہت وسیع ہے۔ آپ کی جو تعلیم تربیت ہوئی اس کے عملی اظہار کا اب جو وقت ہے وہ دوسروں سے مختلف ہے اور نہ صرف مختلف ہے بلکہ آپ کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

آپ کا کام دنیا کو خدا تعالیٰ سے ملانا ہے اور

انسانوں کا حق ادا کرتے ہوئے ان کی روحانی اور مادی زندگی کے سامان پیدا کرنا ہے اور یہ ایسے دو عظیم کام ہیں جو اگر انسان سوچے تو خوف سے کانپ جانا چاہئے۔ یہ یاد رکھیں کہ یہ کام آپ نے جو سات سال جامعہ میں گزارے اور جو تعلیم حاصل کی صرف اسی پر بناء رکھتے ہوئے نہیں ہوسکتا۔ اس کے لئے آپ کو اس نئے دَور میں نئی سوچوں کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا۔ اس کے لئے آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ آپ عام معلم اور استاد نہیں ہیں۔ عام مربی نہیں ہیں کہ جس نے لوگوں کی تربیت کر دینی ہے۔ کسی سکول کے استاد نہیں بننے لگے کہ جہاں جاکے آپ نے صرف پڑھایا اور بس معاملہ ختم ہوگیا بلکہ آپ کا میدان جیسا کہ مَیں نے کہا بہت وسیع میدان ہے۔ بہت سارے استاد ہیں جو دنیا میں سکولوں میں پڑھاتے ہیں، دینیات بھی پڑھاتے ہیں، اسلامیات بھی پڑھاتے ہیں۔ ان کے سپرد ڈسپلن کا کام بھی ہوتا ہے، تربیت بھی کرتے ہیں۔ پھر بہت سارے لوگ ہیں جو میدان عمل میں دنیا میں امن کے لئے کوششیں بھی کرتے ہیں۔ بڑے بڑے لیڈر سمجھے جاتے ہیں اور ان کو دنیا میں بڑا پسند کیا جاتا ہے۔ ہیومن رائٹس ایکٹیویسٹس (Human Rights activists) ہیں، دوسرے حقوق کے علمبردار ہیں۔ یہ سب ہیں لیکن نہ ہی ان استادوں کو جو سکولوں میں پڑھا رہے ہیں، جو کالجوں میں پڑھا رہے ہیں، یونیورسٹی میں پڑھا رہے ہیں، جو علم پھیلا رہے ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کو جو امن پھیلانے کی کوششیں کر رہے ہیں یا کم از کم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم امن پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں، یہ پتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا پیار کیا ہے اور اسے کس طرح حاصل کرنا ہے؟ یہ بہت اہم بات ہے۔ اس کا ادراک صرف احمدی مربی اور مبلغ کو ہوسکتا ہے۔ گو ہر احمدی کو ہونا چاہئے اور ہوسکتا ہے لیکن سب سے زیادہ آپ لوگوں کو ہونا چاہئے اور ہوسکتا ہے کیونکہ آپ نے کم از کم اس تعلیم کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے جس میں آگے چل کر ان باتوں کے اِدراک میں مزید وسعت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

پس یاد رکھیں کہ آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا پیار کس طرح حاصل کرنا ہے اور پھر دوسروں میں یہ بات ڈالنی ہے کہ خدا تعالیٰ کتنا پیار کرنے والا ہے اور اس کا پیار حاصل کرنے کے لئے کتنی کوشش ہمیں کرنی چاہئے۔ تبھی ہماری یہ دنیا بھی سنور سکتی ہے اور عاقبت بھی سنور سکتی ہے۔ اپنوں کی تربیت بھی آپ نے کرنی ہے۔ غیروں تک بھی پیغام حق پہنچانا ہے اور ان کو حقیقی اسلام سے آشنا کروانا ہے۔ پس عملی میدان میں آکر خدا تعالیٰ سے تعلق میں پہلے سے بڑھ کر آپ لوگ کوشش کریں۔ اس کے لئے بہت چیزیں ضروری ہیں۔ فرائض تو ہیں ہی ہیں، عبادتیں، جو فرض عبادتیں ہیں، نمازیں ہیں وہ تو ہیں ہی ہیں۔ نوافل کی طرف بھی توجہ دیں۔ اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی طرف توجہ دیں۔

عبادتیں ہی ایک ایسا ذریعہ ہیں جس سے آپ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھ سکتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے تعلق کا وہ اِدراک پیدا کریں جو اللہ تعالیٰ سے ایک کامل تعلق رکھنے والے کو پیدا کرنا چاہئے۔ انسان کبھی کامل نہیں بن سکتا۔ دنیا میں ایک ہی کامل انسان پیدا ہوا اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے اُسوہ حسنہ پر چلو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی قرآن کریم میں بتایا کہ باقی انبیاء بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے میں بڑھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ مثال دی فرمایا کہ اِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى (النجم:38) کہ ابراہیم وہ تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے وفا کی۔ پس یہ بات یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کے لئے آپ لوگوں نے اس کا مصداق بننے کی کوشش کرنی ہے۔ وفا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ وفا میں بڑھنا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق میں بڑھنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے“۔ پس آپ کی عبادتیں بھی اس معیار پر ہونی چاہئیں جہاں آپ کو خدا تعالیٰ سے وفا اور صدق اور اخلاص کے یہ معیار نظر آتے ہوں۔ آپ کو نظر آتا ہو کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ ”جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو یہ صفت پیدا نہیں ہوسکتی“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 429۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یاد رکھیں کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو یہ اعزاز ملا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن کریم میں بیان فرمایا تو یہ معمولی بات نہیں تھی۔ صدق اخلاص دکھانا، اس حد تک وفا میں چلے جانا جو اپنے اوپر ایک موت وارد کر لے یہ بہت بڑی بات ہے۔ اور ہر مربی اور مبلغ کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چیزیں ہم نے حاصل کرنی ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں جیسا کہ میں نے بتایا کہ اپنی ساری لذتوں اور ساری شوکتوں پر ہر وقت پانی پھیرنے کو تیار رہو۔ یہ نہیں ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر اپنی اَنائیں بھڑک جائیں۔ اگر اپنی اَنائیں بھڑک رہی ہوں، اگر اپنی تربیت صحیح نہ ہو تو دوسروں کی تربیت کس طرح کر سکیں گے۔ اگر اپنا اَنا کا سوال ہو تو دوسروں کو پیغام حق کس طرح پہنچا سکیں گے۔ اگر اپنی تکلیفوں کا خیال ہو یا اپنی ذلّتوں کا خیال ہو تو کس طرح تربیت اور تبلیغ کے کام ہو سکتے ہیں۔ پس ان کاموں کو کرنے کے لئے جہاں اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں وہاں یہ یاد رکھیں کہ وفا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا ہے اور اس میں مستقل مزاجی سے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ فرائض کے ساتھ نوافل کو ادا کرتے چلے جانا ہے اور اپنے معیار تقویٰ کو بڑھاتے چلے جانا ہے۔ ہم نے اپنے اندر عاجزی اور قربانی کی روح نہ صرف بڑھانی ہے بلکہ جہاں بھی موقع ملے آپ نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لینے کی کوشش کرنی ہے۔

کہیں یہ سوال نہ اٹھنا چاہئے کہ اب مَیں میدان عمل میں آ گیا ہوں۔ فلاں مربی اور فلاں مبلغ کو فلاں فلاں سہولتیں میسر ہیں مجھے بھی ملیں گی تو مَیں یہ کام کر سکتا ہوں۔ ہمارے پرانے مبلغین تھے افریقہ میں ایسے مربیان اور مبلغین رہے ہیں جہاں کوئی سہولت نہیں تھی۔ آج گیمبیا کے لڑکے ہمارے سامنے بیٹھے ہیں۔ تین یہاں سے پاس ہوئے ہیں۔ مولوی محمد شریف صاحب نے مجھے خود بتایا کہ گیمبیا میں حالات ایسے تھے۔ وہ گیمبیا میں بڑا لمبا عرصہ رہے ہیں، فلسطین میں بھی رہے ہیں کہ الاؤنس ختم ہو جاتا تھا یا اتنا ہوتا نہیں تھا کہ کوئی گزارہ کر سکیں تو بازار سے بریڈ (Bread) خرید کے رکھ لیا کرتے تھے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا تھا کہ پیسہ نہیں ہے تو وہی پرانے ٹکڑے بچا لیتے تھے اور ان کو پانی میں بھگو کے کھایا کرتے تھے۔ یہ عاجزی اور یہ قربانی تھی جو اُن لوگوں نے دی۔ آجکل اللہ تعالیٰ نے سہولتیں مہیا فرمائی ہیں اور جماعت خیال رکھتی ہے لیکن مطالبہ کسی کی طرف سے نہیں ہونا چاہئے۔ عاجزی کی راہیں جو ہیں وہ نہیں بھولنی چاہئیں۔ اپنی اَناؤں کے دام میں گرفتار نہیں ہونا چاہئے۔

پس یہ یاد رکھیں کہ عبادتوں کے ساتھ ساتھ وفا ہوگی تو عبادتیں بھی قبول ہوں گی۔ عبادتوں کے ساتھ ساتھ اس وفا کی وجہ سے عاجزی بھی پیدا ہوگی اور اسی وجہ سے پھر آگے انسان روحانیت میں بھی ترقی کرتا چلا جائے گا اور روحانیت کی ترقی ہی پھر مزید عبادتوں کی طرف مائل کرتی چلی جائے گی اور یہی ایک مربی اور مبلغ کی ترجیحات ہونی چاہئیں کہ اس نے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور خالص وفادار ہوکر تعلق پیدا کرنا ہے۔ اپنی عزت اور اپنے نام اور نمود اور شوکت کی کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں کرنی۔ ہر وقت ہر قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔ پس یہ خاص نکتہ ہمیشہ ہر ایک کے ذہن میں ہونا چاہئے۔

پھر عبادتوں کے ساتھ ساتھ اس کا اِدراک پیدا کرنے کیلئے کہ وفا کیا چیز ہے اور کس طرح حاصل کرنی ہے قرآن کریم کا باقاعدگی سے مطالعہ ہے، اس پر غور ہے۔ یہاں سے آپ کو بہت ساری باتیں پتا لگیں گی کہ وفا کے معیار ہم نے کس طرح قائم کرنے ہیں۔ عاجزی کے معیار ہم نے کس طرح قائم کرنے ہیں۔ اپنی شوکت اور شان کو کس طرح ہم نے بھلانا ہے اور خدا کی خاطر ہر ذلّت اور رسوائی کو برداشت کرنے کیلئے کس طرح تیار ہونا ہے۔ کس طرح ہم نے دوسروں کی تربیت کرنی ہے۔ کس طرح ہم نے تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھنا ہے۔ پس قرآن کریم آپ کیلئے ایک لائحہ عمل ہے۔ ضابطہ حیات ہے۔ تبلیغ کی گائیڈ بُک (Guide Book) ہے۔ تربیت کے لئے ایک معیار ہے۔ اس کو ہمیشہ پڑھیں اور اس پہ غور کریں۔ تفسیریں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ جب انسان کو، ذہن کو جِلاء بخشتا ہے تو مزید نکات سامنے آتے ہیں۔ پس یہ چیز یاد رکھیں کہ قرآن کریم کا مطالعہ باقاعدہ آپ کے لئے ہونا چاہئے۔ ہر روز ہر دن اس تلاوت کے ساتھ ساتھ اس پہ غور کا بھی وقت نکالیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں۔ ان کا مطالعہ ہے۔ ان کا مطالعہ کریں۔ باقاعدگی سے مطالعہ ہونا چاہئے۔ پھر اس میں سے نوٹس تیار کریں۔ اس میں سے نکات نکالیں جو آپ کے تربیتی اور تبلیغی کاموں میں کام آئیں۔ جب تک آپ اس میں سے نوٹس نہیں بنائیں گے تو آپ صحیح طرح اس کی گہرائی تک نہیں جا سکتے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں علم عطا فرمایا ہے۔ پس اس علم کو حاصل کرنے کیلئے مسلسل محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ جب یہ حاصل ہوگا تبھی جہاں آپ کا علم بڑھے گا جہاں ہر اس شخص کا علم بڑھتا ہے جو اس پہ غور کرتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی بڑھے گی۔ آپ کی زندگی کے بارے میں اِدراک بھی حاصل ہوگا۔ اسلام کی حقیقی تعلیم کا بھی پتا چلے گا۔

پھر جو ایک اہم بات ہے اور اس زمانے میں بڑی ضروری ہے وہ خلافت سے تعلق اور کامل اطاعت ہے۔ اطاعت صرف عہد تک نہیں ہونی چاہئے بلکہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا تھا عملی اطاعت ہو۔ اس طرح اپنے آپ کو پیش کرو جس طرح مُردہ غَسّال کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ (ماخوذ از خطباتِ نور صفحہ 131) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک موقع پر فرمایا کہ اطاعت بڑی مشکل بات ہے۔ کہنے کو تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم بڑے اطاعت گزار ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بہت مشکل بات ہے۔ یہ بھی ایک موت ہوتی ہے۔ بلکہ فرمایا جو پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ سلسلے کو بدنام کرتا ہے۔ آپ جو سلسلے کے محافظ ہیں، آپ جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم نے اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق اپنوں کی بھی تربیت کرنی ہے اور غیروں تک بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانا ہے ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اطاعت ایک انتہائی اہم نکتہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فقرہ یاد رکھیں ’جو اطاعت نہیں کرتا وہ سلسلے کو بدنام کرتا ہے‘۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 74۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ جس طرح زندہ آدمی کی کھال اتاری جاتی ہے ویسی ہی اطاعت ہونی چاہئے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 74 حاشیہ، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اب زندہ آدمی کی کھال معمولی بات نہیں ہے۔ ذرا سا ہماری انگلی پہ زخم آ جائے یا ذرا سی کھال اتر جائے یا جھرِیٹ آ جائے تو تکلیف ہوتی ہے کجا یہ کہ کھال اتاری جائے۔ اور کھال اتارنے میں جو تکلیف ہوتی ہے بڑی شدید تکلیف ہوتی ہے۔ مستقل رہنے والی تکلیف ہے۔ اس میں بڑی جلن ہوتی ہے۔ فرمایا کہ اطاعت کرنے سے بعض دفعہ اس طرح تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن تم نے یہ تکلیف برداشت کرنی ہے اور اطاعت کرنی ہے۔ اور جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ تربیت اور تبلیغ کا کام کریں گے اور اپنے آپ کو ہر قربانی کے لئے صفِ اوّل میں شامل کرنے کا عہد کرتے ہیں جب تک وہ اس پر عمل نہیں

کریں گے تو دوسروں کو کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ جب عملی میدان میں آپ جائیں گے تو اس کی مزید اہمیت آپ کو پتا چلے گی۔ جب دوسروں سے آپ اطاعت کی توقع رکھیں گے تو پھر آپ کو سوچنا ہوگا کہ اطاعت کے آپ کے اپنے معیار کیا ہیں۔ تب آپ کو خیال ہوگا کہ حقیقی اطاعت کیا چیز ہے؟

ایک طالبعلم نے مجھے لکھا کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں نے اب کامل اطاعت کرنی ہے اور کوئی کسی قسم کی حیل و حجت نہیں کرنی۔ جامعہ میں خطبے سے دس منٹ پہلے ہمیں یہاں آنے کا حکم ہوتا ہے تا کہ وقت پہ سارے حاضر ہو جائیں اور خطبہ سنا جائے لیکن مَیں عین موقع پہ آیا کرتا تھا۔ گو خطبہ کبھی ضائع نہیں کیا۔ لیکن اب میں نے یہ عہد کیا ہے کہ جس طرح حکم ہے اسی طرح کروں گا اور دس منٹ پہلے آیا کروں گا۔ اسی طرح ساتھ یہ بھی لکھا کہ گو میں وقت پہ آتا ہوں اور خطبہ پورا سنتا ہوں اور منطقی طور پر میں نہیں سمجھتا اس میں کوئی حرج ہے۔ پھر انٹرنیٹ کا استعمال ہے اس سے کیونکہ مَیں نیک باتیں پڑھتا ہوں اور سنتا ہوں اس لئے اگر مجھے اس کے بارے میں منع بھی کیا جاتا ہے تو اس کے باوجود مَیں کرتا ہوں۔ گو میں اطاعت کروں گا لیکن منطقی طور پر مَیں اس کا حرج نہیں سمجھتا۔ یا فلاں کام میں کیا کرتا تھا اس میں مَیں نہیں سمجھتا کوئی حرج ہے کیونکہ وہ نیک کام ہے۔ ایک نیک کام کے بارے میں بھی یاد رکھیں کہ عمل صالح بھی اگر غلط وقت پر ہو تو اسکی نیکی نہیں ہوتی اس لئے ہر بات کو منطق کے معیار پر نہ پرکھا کریں۔ اگر ہر لڑکا یہی فیصلہ کرے کہ اس نے مثلاً خطبہ سننے وقت پر ہی آنا ہے تو ایک رَش ہو جائے گا۔ دروازہ ایک ہے۔ لوگ بے تحاشا جمع ہو جائیں گے اور پھر اگر وقت پہ سن بھی لیتے ہیں تو رَش کی وجہ سے ضرور دھکم پیلی ہوگی یا اتنے آہستہ چلیں گے کہ اس میں سے کچھ وقت گزر جائے گا۔ اس لئے یہ دیکھا کریں کہ حالات کے مطابق انتظامیہ جو فیصلہ کرتی ہے وہ صحیح ہے اور اسکی تعمیل کرنی ہے کہ نہیں والی بات آپ نے نہیں کرنی۔ مَیں نے جیسا کہ کہا اگر ہر لڑکا یہ فیصلہ کرنے لگ جائے، جامعہ کے لڑکے بھی سن رہے ہیں کہ مَیں نے وقت پہ آنا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں تو پھر حرج ہونا شروع ہو جائے گا۔ خطبہ بھی ضائع ہونا شروع ہو جائے گا۔ رَش بھی پڑ جائے گی۔ اگر ہر چیز کو منطق پہ ہی پرکھنا ہے تو اس لڑکے کو میں نے یہی جواب دیا تھا کہ جنگ اُحد میں مسلمانوں کا درّہ خالی کرنا جو تھا اس میں منطقی لحاظ سے کوئی حرج نہیں۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ دشمن دوڑ چکا ہے۔ میدان خالی ہو چکا ہے اور اب کوئی وجہ نہیں کہ یہاں درّہ میں کھڑا ہوا جائے۔ لیکن جو اطاعت کا مفہوم جانتے تھے جن کو پتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چاہے ہو جائے تمہیں درّہ خالی نہیں کرنا وہ کھڑے رہے۔ دوسرے چلے گئے اور وہاں کمزوری پیدا ہوئی۔ نتیجہ کیا نکلا جو درّہ کی حفاظت کیلئے چند رہ گئے تھے وہ بھی مارے گئے۔ مسلمانوں کو جنگ میں نقصان بھی ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زخم آئے۔ (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جلد 2 صفحہ 403 و 411 تا 413 غزوۃ احد مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1996ء) تو ہر چیز کو اگر منطق سے ہی دیکھا جائے یا عقل کا استعمال کر لیا جائے اور اطاعت نہ کی جائے تو پھر نقصان ہو جاتا ہے۔

اس منطق کے ضمن میں ہی ایک لطیفہ بھی سنا دوں۔ بعض لوگ منطق کی بڑی باتیں کرتے ہیں۔

ایک شخص جو اپنے آپ کو یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ، بڑا پڑھا لکھا سمجھتا تھا اور ماں بیچاری اَن پڑھ تھی۔ چھٹیوں میں گھر آیا تو ماں نے پوچھا کہ بچے کیا پڑھتے ہو؟ کھانے کی میز پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا منطق۔ ماں نے کہا بتاؤ منطق کیا چیز ہے؟ اس نے کہا ایک اور ایک کو تین ثابت کرنا۔ خیر ماں کہتی ہے مجھے تو تمہاری حکمت کی سمجھ نہیں آتی کہ ایک اور ایک تین کس طرح ہو سکتے ہیں۔ لمبی بحث چلی گئی۔ باپ بھی بیٹھا تھا۔ کچھ عقل مند تھا۔ اس کو پتا تھا کہ بیٹے کو کس طرح سمجھانا ہے۔ کھانے کی میز پہ جیسا کہ مَیں نے کہا آگے ڈش میں دو بٹیرے پڑے ہوئے تھے یا کہہ لیں کہ چکن کے دو پِیس (piece) پڑے ہوئے تھے۔ تو باپ نے ایک اٹھا کے اپنی پلیٹ میں رکھ لیا، ایک اس کی ماں کی پلیٹ میں رکھ دیا اور کہتا ہے بیٹا! تیسرا تم کھا لو۔ تو منطق تو اس طرح بھی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہر چیز کو منطق پہ نہ پرکھیں اور نہ عقل پہ پرکھیں۔ یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو۔

پس نیّرِ الہام پیدا کرنے کی کوشش کریں اور وہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں پیدا ہوتی ہے۔ یاد رکھیں یہ ایک ایسی بات ہے جسے میدان عمل میں پہلے آپ نے خود سمجھنا ہے، اس میں مزید ترقی کرنی ہے اور پھر دوسروں کو بھی سمجھانا ہے۔ آپ نے افراد جماعت میں یہ بات پیدا کرنی ہے کہ اللہ اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کس طرح کی جاتی ہے۔ کہاں کی جاتی ہے۔ ہاں اگر بڑا جماعتی نقصان دیکھ رہے ہیں اور مقامی امیر کو توجہ دلانے کے باوجود اس پر توجہ نہیں ہو رہی اور جماعت کا نقصان ہے یا دین کا حرج ہو رہا ہے تو پھر خلیفۂ وقت کو اطلاع کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اگر یہ چیز جو میں سمجھ رہا ہوں غلط ہے اور یہاں اطاعت کے نام سے جماعت کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے تو اس کی اصلاح کے جلد سامان پیدا کر دے۔ جب خلیفۂ وقت کو بھی اطلاع ہو جائے گی اور آپ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کر رہے ہوں گے اور پھر وہی بات کہ جب اللہ سے تعلق ہوگا تو اللہ تعالیٰ پھر اصلاح کے سامان بھی پیدا کر دیتا ہے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا آپ مختلف علاقوں میں جائیں گے یا مختلف دفاتر میں جائیں گے جہاں جہاں بھی آپ کی پوسٹنگ ہوگی وہاں آپ اپنی پہچان پیدا کروائیں۔ پتا ہو کہ یہ مربّیان سات سال کی تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں اور صرف کتابیں پڑھ کر نہیں آ گئے۔ ان لوگوں میں شمار نہیں ہو گئے جنہوں نے صرف ایک کتابوں کا بوجھ لادا ہوتا ہے بلکہ حقیقت میں علم کو حاصل کر کے اس کو اپنے علم کو بڑھانے کی ایک سیڑھی سمجھا ہے اور پھر اس علم کو بڑھاتے چلے جائیں۔ جہاں بھی آپ موجود ہوں یہ احساس پیدا کروائیں کہ آپ کا علم محدود نہیں بلکہ اس میں ترقی کر رہے ہیں اور جو کچھ آپ نے حاصل کیا ہے وہ اس لئے حاصل کیا کہ جہاں آپ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں وہاں علم و معرفت میں بھی بڑھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ 'میرے ماننے والے علم و معرفت میں ترقی کریں گے' (ماخوذ از تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409) تو اس لئے کہ آپ نے وہ علم و معرفت ہمیں عطا بھی فرمائی۔ پس جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا آپؑ کی کتابوں سے علم و معرفت سیکھیں اور دینی لحاظ سے اپنے آپ کو ایسا ہتھیار بند کر لیں کہ کوئی مخالف، کوئی سوال کرنے والا آپ سے مایوس نہ ہو یا آپ کے مقابلے پر ٹھہر نہ سکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی تک جو بھی یو کے (UK) اور کینیڈا کے جامعات سے مربیان بن کے نکلے ہیں، جرمنی کے جامعہ والے ابھی میدان عمل میں نہیں آئے، اس سال وہ بھی آ جائیں گے انشاء اللہ۔ لیکن بہرحال جو نکلے ہیں وہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے راحت کا باعث بنے ہیں۔ میرے مددگار بنے ہیں۔ اور ان کو دیکھ کے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ پس آپ لوگ بھی یاد رکھیں کہ آپ نے ان معیاروں کو اونچا کرتے چلے جانا ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ جہاں بھی آپ جائیں گے لوگوں کی آپ پر نظر ہوگی۔ ہر ایک آپ کو دیکھ رہا ہوگا۔ اب آپ مربی اور مبلغ کی حیثیت سے پہچانے جائیں گے۔ پہلے ایک طالبعلم کی حیثیت سے تھے۔ انسان غلطیاں کر جاتا ہے اور طالبعلمی کے زمانے میں بہت ساری غلطیاں ہو جاتی ہیں، لیکن جو بھی غلطیاں ہوتی تھیں، کوئی حرکت ہوتی تھی، تو انتظامیہ آپ کو اس بارے میں تنبیہ کر دیتی تھی اور ایک طالبعلم سمجھ کے معاف کر دی جاتی تھیں۔ اب آپ ان لوگوں میں شمار ہو رہے ہیں جو غلطیاں درست کرنے والے ہیں۔ اس لئے اصل امتحان اب آپ کا شروع ہوا ہے۔ پہلے جو سات سال آپ نے امتحان دیئے چھ مہینہ بعد دس بارہ یا شاید زیادہ سے زیادہ چودہ پرچے دے دیئے ہوں گے، اس سے زیادہ نہیں دیتے ہوں گے اور اتنے ہی نمبر لگانے والوں سے آپ کو واسطہ پڑتا رہا۔ اساتذہ سے واسطہ پڑتا رہا۔ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اب میدان عمل میں ہر روز ایک پرچہ آپ کے سامنے آئے گا یا آ سکتا ہے اور جس جماعت میں آپ ہوں گے پوری جماعت آپ کی ایگزامینر (examiner) ہے، امتحان لینے والی ہے۔ اور پھر امتحان بھی ایسا جس میں آپ کا ہی امتحان نہیں ہے بلکہ آپ کے عمل اور آپ کے جوابوں سے، آپ کے طور طریقوں سے، آپ کے رویّوں سے، آپ کے لباس سے، آپ کی بول چال سے دوسرے بھی امتحان میں پڑ سکتے ہیں بلکہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ابتلاء میں پڑ سکتے ہیں۔ اب بچے کا وہ جواب ہمیشہ یاد رکھیں جس کو بزرگ نے کہا تھا کہ بارش میں تیز دوڑتے جا رہے ہو پھسل جاؤ گے، چوٹ لگ جائے گی۔ تو اس نے کہا تھا میرے گرنے سے تو مجھے چوٹ لگے گی، نقصان ہوگا لیکن آپ احتیاط کریں۔ آپ کے گرنے سے بہتوں کو چوٹ لگ جائے گی۔ پس یہ چیزیں ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنی چاہئیں اور اس کے لئے ہر وقت اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہم کسی کو ابتلاء یا امتحان میں ڈالنے کا باعث نہ بن جائیں۔

پھر نوجوانوں کو ساتھ لے کر چلیں۔ آئندہ ذمہ داری نوجوانوں نے اٹھانی ہے۔ بعض دفعہ بعض جماعتوں میں بڑی عمر کے لوگ یا ایک عرصے سے خدمت کرنے والے لوگ جو اَب ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں جن کی سوچیں پکّی ہو گئی ہیں وہ نوجوانوں کو موقع نہیں دیتے کہ آگے آئیں اور نوجوان اس وجہ سے frustrate ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں نے، نوجوان مربّیان نے، مبلغین نے ان نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملانا ہے تا کہ جماعت کی ترقی کے قدم آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ تا کہ ہمیں جماعت میں ہر طبقے میں اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے اور ایمان پر پختگی سے قائم رہنے والے ملتے رہیں۔ آپ لوگوں نے نوجوانوں کو یہ احساس دلانا ہے کہ تم جماعت کا حصہ ہو اور بڑا اہم حصہ ہو۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ نوجوانوں کی تربیت کی طرف آپ نے بہت زیادہ توجہ دینی ہے۔ اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور اس کی جگالی کرتے رہیں کہ بہت بڑی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص

کلام الامام

''جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔''

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 379)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

کلام الامام

''ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292)

طالب دُعا: الٰہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

کام کے لئے پیدا کیا ہے تبھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی کہ آپ جامعہ میں جائیں۔ بہت سارے واقفینِ نَو ہیں جن کو ماؤں نے، باپوں نے پیدائش سے پہلے وقف کیا لیکن ان میں سے بہت کم ہیں جو جامعات میں آئے اور بہت سی بلکہ اکثریت ایسی ہے جو کسی رنگ میں بھی جماعت کے کام نہیں کر رہی۔ لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ آپ جامعہ احمدیہ میں آئے۔ پس اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ آپ کے ماں باپ کے عہد کو نہ صرف اُن کو نبھانے کی توفیق دی بلکہ اس کے بعد آپ کو بھی یہ توفیق دی کہ اپنے ماں باپ کے عہد کو نبھائیں۔ تلاوت بھی کی گئی ہے کہ امانتوں کی حفاظت کرنی ہے اور سب سے بڑی امانت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تم نے اس کی امانت لوٹانی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے آپ نے ایک عہد کیا ہے کہ جو امانتیں میرے سپرد کی جائیں گی مَیں وہ امانتیں لوٹاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی امانتیں کیا ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا۔ دوسرے اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا۔ اور آپ کا جو فِیلڈ (field) ہے، آپ کا جو میدان عمل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی امانتیں آپ اسی وقت لوٹا سکتے ہیں جب اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف لانے والا بنائیں گے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کروائیں گے۔ دنیا اس وقت خدا کو بھول رہی ہے آپ لوگوں نے جہاں بھی آپ ہوں اللہ تعالیٰ کی پہچان کروانی ہے۔ مخلوق کو خدا سے ملانا ہے اور وہ اسی وقت ہوگا جب آپ خود اپنی امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ پس ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں۔

مَیں نے پہلے جہاں اطاعت کی بات کی تھی وہاں ایک اور بات بھی اس میں یاد رکھیں کہ سوائے اس کے کہ شریعت کے خلاف کوئی حکم ہو رہا ہو آپ نے اپنے بالا کی اطاعت کرنی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جگہ جنگ کے لئے یا کسی مقصد کے لئے ایک وفد بھیجا۔ وہاں آگ جلائی گئی تو امیر وفد نے اپنے بعض لوگوں کو کہا کہ اس آگ میں چھلانگ لگاؤ۔ کچھ نے کہا کہ امیر کی اطاعت کرنی ہے اس لئے لگا دو۔ کچھ نے کہا کہ غلط ہے۔ اپنے آپ کو نہیں مارنا۔ خیر بہر حال واپس آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم یہ کرتے تو گناہ کرتے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الجہاد، باب فی الطاعۃ حدیث 2625) اسلئے جو ہدایت شریعت کے واضح احکام کے خلاف ہو اس کے علاوہ ہر کام میں اطاعت کرنا ضروری ہے۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر مربی، ہر مبلغ میدان عمل میں یا جہاں بھی وہ ہے وہ خلیفہ وقت کا نمائندہ ہے اور آپ لوگوں نے اس کا دست و بازو بن کے رہنا ہے۔ پس اس ذمہ داری کو سمجھیں کہ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ لوگوں پر ڈالی جا رہی ہے۔ جوں جوں نبوت کے زمانے سے ہم دُور جا رہے ہیں ہمارے چیلنج بڑھ رہے ہیں۔ ہر کلاس جو نکلتی ہے وہ پہلی کلاس کی نسبت زیادہ چیلنجوں کا سامنا کرنے والی ہے۔ زیادہ چیلنجوں کے ساتھ میدان عمل میں آ رہی ہے۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ ہماری کمزوریاں اگر خود پیدا ہوتی چلی جا رہی ہیں تو یہ زمانے کے ساتھ اسی طرح ہوتا ہے۔ اگر جماعت نے ترقی کرنی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کرنی ہے، اگر وہ مقاصد پورے کرنے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کرنے ہیں جن کے پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے تو پھر ہمیں اپنی حالتوں کو، معیاروں کو بڑھانے کی ضرورت ہوگی اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوگا۔ پس ہر کلاس جو نکلتی ہے اس کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپ کے چیلنجز پہلوں سے زیادہ بڑے ہیں۔ ان کا مقابلہ آپ نے کرنا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس کے لئے آپ کو تقویٰ کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔ اس کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہوگا اور اس تعلق میں بڑھتے چلے جانے کی کوشش کرنی ہوگی۔

پس ان باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور اس امانت کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ صرف یہ کہہ دینا، نظمیں پڑھ لینا کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے اس سے گزارا نہیں ہوگا۔ دیوانے بننا پڑے گا اور دیوانے ہی ہوتے ہیں جو پھر آگے میدان عمل میں کام کر سکتے ہیں۔ جب آپ نے اس کام کے لئے پیش کر دیا تو پھر آپ کو یہ عہد نبھانے کے لئے، اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار بھی رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ اپنی اس امانت کو اور اس عہد کو ادا کرنے والے ہوں۔ اور میدان عمل میں خدا تعالیٰ آپ کو کامیابیاں دکھائے اور کسی بھی صورت میں آپ جماعت کو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو بدنام کرنے والے نہ ہوں بلکہ پہلے سے زیادہ بڑھ کر روشن کرنے والے ہوں اور ہر ایک انگلی جو آپ پر اٹھے وہ اس اشارے کے ساتھ اٹھے کہ یہ مربیان اور مبلغین جو ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھے ہوئے ہیں وہاں علم و عمل میں بھی بہت ترقی یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ ایسے ہی ہوں۔ اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 4/مارچ 2016)

☆......☆......☆

بقیہ خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب از صفحہ نمبر 8

بقیہ خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب از صفحہ نمبر 8

پہنچانے کا ذریعہ ہیں اور ہر احمدی کی تربیت اور خلافت سے جوڑنے اور جماعت سے جوڑنے کا بھی ذریعہ ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ جڑنے کی کوشش کریں۔

سوال حضور انور نے ربوہ اور قادیان کے احمدیوں کو کس امر کی طرف خصوصی توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مَیں ربوہ اور قادیان کے احمدیوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جہاں تھوڑی سی جگہ پر احمدیوں کی بڑی تعداد ہے اور اسی طرح وہاں مساجد بھی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہیں کہ مسجدوں کو آباد کریں۔ اسی طرح بہت سے ایسے لوگ جو جماعت کے نظام کے بارے میں غلط خیالات رکھتے ہیں ان سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔

سوال ایک عقل مند انسان کس طرح یہ سمجھ جاتا ہے کہ مجھ پر دوسرے کا اثر ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارے میں کیا مثال پیش فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جالینوس ایک جگہ کھڑا تھا۔ ایک دیوانہ دوڑتا ہوا آیا اور آ کر اس سے چمٹ گیا۔ جب جالینوس نے اس کو چھوڑا تو اس نے کہا میرا فصد نکلواؤ۔ یعنی خون نکلواؤ۔ اس پر لوگوں نے پوچھا کہ فصد کیوں کھلواتے ہیں۔ کہنے لگا کہ یہ دیوانہ جو آ کر مجھ کو چمٹ گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں بھی کوئی رَگ جنون کی ہے کہ یہ اَوروں کو چھوڑ کر مجھ سے آ چمٹا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے اندر جنون کی کوئی رَگ ہے جس سے اس دیوانے کو مناسبت ہوئی اور وہ میری طرف کھچا آیا۔ تو مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے جھکنا جو نمازی نہیں ہیں اور ان کے پیچھے چلنا جو نمازوں میں سست ہیں یہ بتاتا ہے کہ انہیں بھی سست لوگوں سے مناسبت ہے۔

سوال حضور انور نے عمومی طور پر ہر احمدی کو کس امر کی نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پس عمومی طور پر ہر جگہ ہی ہر احمدی کو سست لوگوں سے مناسبت رکھنے کی بجائے چست لوگوں سے، active لوگوں سے، جماعت کے فعّال لوگوں سے مناسبت رکھنی چاہئے۔ ان سے تعلق رکھنا چاہئے اور جب یہ مناسبت قائم ہو کر چست لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے گا تو سست بھی پھر چست ہوجائیں گے۔

سوال جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں فلاں معجزہ دکھا دیا جائے تب ہم ایمان لائیں گے ان کو حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک دفعہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مَیں معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے فلاں معجزہ دکھا دیا جائے تو میں آپ پر ایمان لانے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ مداری نہیں۔ وہ کوئی تماشا نہیں دکھاتا بلکہ اس کا ہر کام حکمت سے پُر ہوتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ جو پہلے معجزے دکھائے گئے تھے ان سے آپ نے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔

سوال بعض لوگ جو لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے بڑی عبادت کی، بڑی دُعائیں کیں مگر ہمیں ہمارے مقصد حاصل نہیں ہوئے۔ ان کو حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے بڑی عبادت کی، بڑی دعائیں کیں، ہمیں ہمارے مقصد نہیں حاصل ہو سکے۔ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ تو ان کو بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یا تو جس حد تک جانا چاہئے وہاں تک نہیں پہنچے یا پھر انہوں نے منزل تو مقرر کر لی لیکن راستہ غلط لے لیا۔ پس اس پر ایک دعا کرنے والے کو غور کرنا چاہئے کہ راستہ بھی صحیح ہو اور جو جتنی محنت چاہئے وہ بھی ضروری ہے۔

سوال حضور انور نے روحانیت اور خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول اور دعاؤں کی قبولیت کیلئے کس امر کو ضروری قرار دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: روحانیت کے حصول اور خدا تعالیٰ کے قرب اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے بھی اپنے طریق کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اپنی اصلاح کی ضرورت ہے اور اس کے جائزے کی ضرورت ہے۔ کس طرح اصلاح کر رہے ہیں۔ اس کے لئے اپنے نفس کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے۔ اپنی عبادتوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے ہر قسم کے اعمال کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کس قسم کے ہمارے اعمال ہیں۔ اپنی سوچوں اور عقل کی درستی کی ضرورت ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے کہا کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعائیں سنتا ہوں اور پھر اگر وہ قریب نہیں آتا، دعائیں نہیں سنی جاتیں تو کہیں نہ کہیں، کسی جگہ ہماری کوششوں اور حالتوں میں کمی ہے۔

سوال دعا کی قبولیت کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کس امر کو ضروری قرار دیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ دعا کی قبولیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خرگدا بنے اور مانگتا چلا جائے اور خدا کے حضور دھونی رما کر بیٹھ جائے اور ٹلے نہیں جب تک کہ خدا کا فعل یہ ثابت نہ کر دے کہ اب اس کے متعلق دعا نہ کی جائے۔ ......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :
''اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور شکر کرو۔''
(ملفوظات جلد3، صفحہ 181)
طالبِ دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

انگلستان کے دسویں بڑے شہر لیسٹر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے ’مسجد بیت الاکرام‘ کا مبارک افتتاح

اس موقع پر منعقدہ تقریب میں ممبرانِ پارلیمنٹ، سیاسی وسماجی شخصیات، چیف کانسٹیبل لیسٹر شئر پولیس، میئرز و دیگر معززین کی شرکت

٭ ۰۰۰ مسجد وہ جگہ ہے جہاں مسلمان اکٹھے ہو کر خدائے واحد کی عبادت کے لئے باجماعت نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسجد ایسا مرکز بھی ہے جہاں مسلمان اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں ٭ ۰۰۰ اس مسجد کے قیام کے بعد آپ لوگوں پر یہ بات بھی روشن ہوجائے گی کہ ’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘ کا نعرہ محض ایک نعرہ ہی نہیں بلکہ ہم لوگ پوری لگن کے ساتھ اس سنہری اصول کے مطابق زندگیاں گزار رہے ہیں ٭ ۰۰۰ قرآن مجید صرف مختلف اقوام کے اکٹھے رہنے کو ہی نہیں تسلیم کرتا بلکہ سب لوگوں اور سب ہی قوموں کے حقوق بھی قائم فرماتا ہے ٭ ۰۰۰ اس وقت جبکہ دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے ہم سب کا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر امن کو قائم کرنے کی کوشش کرنا بہت ضروری ہے۔ ہمیں دنیا کو تباہ کن جنگِ عظیم سے بچانے کے لئے متحد ہو کر اور ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے قیامِ امن کے لئے کام کرنا ہوگا۔

(مسجد بیت الاکرام (لیسٹر۔ یوکے) کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب)

☆ خلیفہ نے جو خطاب فرمایا اس سے میں نے آج اسلام کی حقیقی تعلیم کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے ☆ خلیفہ نے ہمیں بتایا کہ قرآن کس طرح ہمیں مختلف مسائل کا عمدہ حل بتاتا ہے۔ حضور کی تقریر ہماری اصلاح کرنے والی، معلومات سے پُر اور مستقبل کے لئے امید افزا تھی ☆ حضور کا پیغام صرف احمدیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے تھا ☆ حضور کا پیغام اپنے اندر ایک زبردست قوت اور طاقت رکھتا ہے۔

(تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

مساجد کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کا طُرّۂ امتیاز ہے۔ امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20؍فروری 2016ء بروز ہفتہ انگلستان کی کاؤنٹی لیسٹرشئر (Leicestershire) کے شہر لیسٹر (Leicester) میں تعمیر ہونے والی احمدیہ ’مسجد بیت الاکرام‘ کا افتتاح اپنے دستِ مبارک سے تختی کی نقاب کشائی کر کے دعا سے فرمایا۔ اس موقع پر ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انتہائی بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ حضور انور کے خطاب سے قبل دیگر معززین نے اپنے ایڈریسز میں دنیا میں قیامِ امن اور انصاف کے قیام کے لئے حضورِ انور کی عالمگیر کاوشوں اور جماعتِ احمدیہ کی خدمتِ انسانیت کو سراہتے ہوئے خراجِ تحسین پیش کیا۔

حضورِ انور اس تقریب میں شمولیت کے لئے مسجد فضل لندن سے 20؍فروری کی شام کو لیسٹر پہنچے۔ حضورِ انور کی بیت الاکرام آمد پر لیسٹر کے صدر جماعت ڈاکٹر مرزا حبیب اکرم بیگ صاحب، مبلغ سلسلہ لیسٹر مولانا غلام احمد خادم صاحب، امیر جماعت احمدیہ یوکے رفیق احمد حیات صاحب، امام مسجد فضل لندن و مبلغ انچارج یوکے مولانا عطاء المجیب راشد صاحب و دیگر نے حضورِ انور کے استقبال کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر ایک بڑی تعداد میں احمدی بچے اور بچیاں اپنے پیارے امام کے لئے خوش آمدیدی نغمات گا کر ماحول کو مزید پُر سرور بنا رہے تھے۔ حضورِ انور نے مسجد کے افتتاح کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی کے بعد دعا کروائی۔ بعد ازاں حضورِ انور مسجد کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے نمازِ مغرب وعشاء پڑھائیں اور اس طرح مسجد کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔ نماز کے بعد مقامی جماعت کے افراد نے حضورِ انور سے شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ اسی طرح ممبرانِ عاملہ و ممبرانِ جماعت کے ساتھ گروپ فوٹوز ہوئیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ مسجد کے گراؤنڈ فلور پر اس ہال میں تشریف لے گئے جہاں ممبرانِ جماعت کے علاوہ 80 سے زائد معززینِ شہر و دیگر مہمانان مسجد بیت الاکرام کے افتتاح کے سلسلہ میں منعقد کیے جانے والے ایک عشائیہ میں شرکت کے لئے موجود تھے۔ اس موقع پر ڈاکٹر مرزا حبیب اکرم صاحب (صدر جماعت احمدیہ لیسٹر) نے ماڈریٹر کی خدمات سرانجام دیں۔ تلاوت کی سعادت ابرار احمد بیگ صاحب نے حاصل کی۔ اور تلاوت کی جانے والی سورۃ المائدہ کی آیات 8 تا 10 کا انگریزی ترجمہ سلیم احمد صاحب نے پیش کیا۔

جماعت احمدیہ لیسٹر کے صدر جماعت نے اس تقریب کے لئے تشریف لانے والے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے لیسٹر شہر میں جماعت احمدیہ کی تاریخ اور اس مسجد کی تعمیر کے بارہ میں کچھ معلومات مختصر طور پر پیش کیں۔ انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لیسٹر شہر کو پہلی مرتبہ اپنی موجودگی سے سرفراز فرمانے پر جذباتِ تشکّر کا اظہار کیا۔ جماعتِ احمدیہ کے قیام کی مختصر تاریخ بیان کرنے کے بعد انہوں نے بتایا کہ لیسٹر شہر میں 1960ء اور 70ء کی دہائی میں کچھ احمدی خاندان آباد ہوئے۔ لیکن یہاں باقاعدہ طور پر نظامِ جماعتِ احمدیہ کا قیام 1980ء میں عمل میں آیا۔ قریباً چودہ سال تک جماعت مختلف کمیونٹی سنٹرز اور سکولز وغیرہ کے ہالز میں نمازیں پڑھنے اور دیگر تقریبات کرنے کا اہتمام کرتی رہی۔ 1994ء میں اس شہر کی ایونیو روڈ پر ایک ایمبولینس سنٹر کو جماعتی سرگرمیوں کے لئے خرید لیا گیا۔ چنانچہ اس وقت سے اب تک لگ بھگ بیس سال سے یہی جگہ جماعتی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ اُس وقت 15 کے قریب احمدی خاندان یہاں آباد تھے جبکہ اب ان کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔ انہوں نے کہا تعداد میں اضافہ کے ساتھ ہمارے لئے یہ جگہ بھی چھوٹی ہوتی جا رہی تھی۔ چنانچہ جب ہمارے مشن ہاؤس سے ملحقہ عمارت برائے فروخت ہوئی تو جماعت نے اسے خرید لیا۔ انہوں نے بتایا کہ اس مسجد کی تعمیر کے ہر مرحلہ پر جماعتِ احمدیہ نے اپنا قیمتی وقت دے کر اور مال خرچ کر کے قربانی کی اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں۔ یہ کہنا بھی بجا ہوگا کہ ممبرانِ جماعت نے وقارِ عمل کی روح کو زندہ رکھتے ہوئے اس مسجد کو اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا ہے۔

مہمانوں کے ایڈریس

اس کے بعد انہوں نے حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے صدارتی خطاب سے قبل تقریب میں شامل بعض معززین کو اظہارِ خیال کے لئے باری باری اسٹیج پر دعوت دی۔

چیف کانسٹیبل لیسٹر شئر پولیس لیفٹیننٹ سائمن کول (Lt. Simon Cole):

لیفٹیننٹ سائمن کول نے ’السلام علیکم‘ کے ساتھ اپنی تقریر کا آغاز کیا۔ مسجد بیت الاکرام کے قیام کو مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے افراد کے درمیان رابطہ اور تعاون کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے اسے نہایت خوش آئند قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایک مشکل دور سے گزر رہے ہیں اور فی زمانہ درپیش چیلنجز کا سامنا کرنے کے لئے ہم سب کو متحد ہو کر کام کرنا ہوگا۔ انہوں نے اس جگہ، اس شہر اور اس کاؤنٹی کی بہتری کے لئے جماعت کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

ڈپٹی لارڈ لیفٹیننٹ ریاض روات:

اس کے بعد لیسٹر شئر کاؤنٹی پولیس کے ڈپٹی لارڈ لیفٹیننٹ ریاض روات کو سٹیج پر آنے کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ تقریب اپنی ذات میں لیسٹر شہر میں بسنے والے مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کی عکاسی کر رہی ہے۔ انہوں نے جماعت کی معاشی اور معاشرتی خدمات کو سراہتے ہوئے اسے خراجِ تحسین پیش کیا۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا ذکر بھی بہت مثبت انداز میں کرتے ہوئے دورِ حاضر میں اسے میڈیا کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال کے طور پر پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس مسجد کے نام کا مطلب ’عزت و اکرام‘ بنتا ہے۔ اگر ہم اس لفظ کو احمدیوں کے ماٹو ’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘ کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ یہ جماعت کن اعلیٰ کردار و اقدار کی مالک ہے۔

دنیا میں قیامِ امن کے لئے حضورِ انور ایدہ اللہ کی کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ’مجھے بہت خوشی ہے کہ حضورِ انور نے اس موقع پر یہاں رونق افروز ہو کر ہم سب کو سرفراز فرمایا ہے۔ حضورِ انور کی زیرِ سرپرستی جماعتِ احمدیہ اور حضورِ انور خود ذاتی طور پر پوری دنیا میں قیامِ امن کے لئے بڑے تحمل اور مستقل مزاجی کے ساتھ کوششیں کر رہے ہیں۔ اور میں حضورِ انور کی کاوشوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔

رائٹ آنریبل کیتھ واز

(ممبر پارلیمنٹ برائے لیسٹر ایسٹ):

اس کے بعد لیسٹر ایسٹ سے منتخب ہونے والے ممبر پارلیمنٹ رائٹ آنریبل کیتھ واز (Rt. Hon. Keith Vaz) اسٹیج پر تشریف لائے اور اظہارِ خیال کیا۔ انہوں نے اپنے ایڈریس میں آج کے دن کو لیسٹر شہر کی تاریخ میں ایک اہم سنگِ میل قرار دیتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کی دنیا بھر میں قیامِ امن کی مساعی کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ آنے والے وقتوں میں جب جماعت احمدیہ کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ یہ مسجد بھی پھلے پھولے گی اور مزید وسعت اختیار کر جائے گی ہم اس وقت بھی ایک کمیونٹی کے طور پر اکٹھے رہیں گے اور دنیا کے لئے ایک مثال قائم کریں گے۔ انہوں نے اپنے بیان میں اس امر کا ذکر کیا کہ حال ہی میں دہشتگردی کے سدِّ باب کے لئے برطانوی پارلیمنٹ میں بنائی جانے

کلام الامام

”اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالبِ دُعا: سکینہ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندر آباد

والی ایک کمیٹی میں جماعتِ احمدیہ کے وفد نے خلافت کے حقیقی مفہوم کو بیان کیا۔ اس وفد نے شواہد کے ساتھ اور بہت لیاقت سے اس بات کو واضح کیا کہ خلافت کا اصل اور حقیقی منصب کیا ہے۔ اور کس طرح آپ (حضور) کی خلافت کے زیرِ سایہ اس بات کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ آپ کی جماعت اپنے ماٹو پر قائم رہے اور دنیا بھر میں امن کے فروغ کے لئے کوششیں کرتی رہے۔

خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس کے ساتھ ہی تقریب اس بابرکت مرحلہ پر پہنچ گئی جہاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدارتی خطاب فرمانا تھا۔ حضورِ انور ڈائس پر تشریف لائے۔ تشہّد و تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضورِ انور نے اس تقریب کے تمام مدعوین کو 'السلام علیکم' کا تحفہ پیش فرمایا اور ان کا اس تقریب میں شامل ہونے پر شکریہ ادا کیا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آپ کا اس تقریب میں تشریف لانا اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ انسانی اقدار کا خیال رکھنے والے اور ان کے قدردان ہیں۔ اس شہر کی بھی یہی پہچان ہے۔ لیسٹر میں گزشتہ ایک ہزار سال سے زائد عرصہ سے مختلف قومیتوں کے لوگ آباد چلے آرہے ہیں جو باہم مل جل کر پُر امن طریق پر زندگی گزارنے کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر وائکنگز (Vikings) اور اینگلو سیکسنز (Anglo Saxons) کے مابین کئی جنگیں لڑی گئیں۔ لیکن بالآخر انہوں نے اس بات کو سمجھ لیا کہ امن اور سلامتی کے ساتھ رہتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری میں ہی اس شہر کی بقا ہے۔ چنانچہ آج بھی اس شہر میں متعدد اقوام امن کے ساتھ مل جل کر رہ رہی ہیں۔ 2011ء کی مردم شماری کے مطابق لیسٹر کا شمار انگلستان کے ان شہروں میں ہوتا ہے جہاں کی آبادی اپنے اندر قومیتوں کے لحاظ سے بہت تنوع رکھتی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ کچھ روز پہلے ہی میرے علم میں یہ بات آئی کہ لیسٹر کی ناربرو روڈ (Narborough Road) کے بارہ میں سرکاری طور پر یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ انگلستان میں یہ شاہراہ ایسی ہے جہاں پر سب سے زیادہ قومیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد رہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میری رائے میں یہ بات لیسٹر شہر کے لئے ایک اعزاز ہے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لیسٹر ایک ایسا شہر ہے جہاں مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے ایک کامیاب معاشرہ تشکیل دیا ہے۔ آپ لوگوں کو اس اعزاز کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہیے۔

حضور نے فرمایا: آج ہم اس دور سے گزر رہے ہیں جس میں دنیا کے حالات خراب سے خراب تر ہوتے جارہے ہیں۔ ہر طرف ناانصافیاں ہی ناانصافیاں ہیں۔ ان حالات میں ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم باہمی رواداری کے ان اصولوں پر اپنے معاشرہ کی بنیاد رکھیں جن کا یہ شہر ایک عرصہ سے علمبردار ہے۔ ہم نے ساری دنیا کو ایک دوسرے کی اقدار اور ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کرتے ہوئے 'انسانیت' کی چھتری کے نیچے جمع کرنا ہے۔ اس شہر کی تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قیامِ امن کے لئے باہمی محبت، رواداری اور ایک دوسرے کا احترام بہت ضروری ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا: لیسٹر میں جہاں مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں وہاں مختلف مذاہب کو ماننے والے بھی بستے ہیں۔ یہ بات آپ کے شہر کے ثقافتی تنوع اور اس کی خوبصورتی کو اور بھی نکھارتی ہے۔ ہماری مسجد کی افتتاحی تقریب میں آپ سب لوگوں کا اس کثرت سے شامل ہونا آپ کے شہر کی اعلیٰ اخلاقی قدروں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اب میں اسلامی نقطۂ نظر سے ایک مسجد کے قیام کی اغراض و مقاصد بیان کروں گا۔ حضور نے فرمایا کہ ایک اندازہ کے مطابق لیسٹر میں دوسو کے قریب مساجد اور اسلامی مراکز قائم ہیں۔ اس لئے یہاں کے لوگوں کے لئے مسجد کا لفظ نیا نہیں ہو گا۔ لیکن ہمارے لیے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے جماعتِ احمدیہ کو لیسٹر میں اپنی نئی مسجد کے افتتاح کی توفیق دے رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جہاں اس مسجد میں لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لائیں گے وہاں یہ مسجد اس شہر کی مساجد اور دیگر عبادتگاہوں میں ایک خوبصورت اضافہ بھی ہوگی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مسجد وہ جگہ ہے جہاں مسلمان اکٹھے ہو کر خدائے واحد کی عبادت کے لئے باجماعت نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسجد ایسا مرکز بھی ہے جہاں مسلمان اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ گویا مسجد ایک طرف خدا تعالیٰ کی عبادت کا مرکز ہوتی ہے تو دوسری جانب لوگ معاشرہ کی فلاح اور انسانیت کی بہبود کے لئے بھی یہیں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسلامی تعلیمات کی رو سے مسلمانوں پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے حقوق ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں اور ہمسایوں دونوں کے حقوق قائم فرمائے ہیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ یہاں کے احمدی مسلمان اس مسجد کے آس پاس بسنے والے لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھیں گے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو بھی احمدی یہاں نماز ادا کرنے آئے گا وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مسجد کے ہمسایوں اور پھر وسیع طور پر تمام تر معاشرے کے حقوق کا خاص خیال رکھے گا۔ اس مسجد سے ایک دوسرے سے محبت اور باہمی ہمدردی کا سبق دیا جائے گا اور یہ مسجد ہر سمت محبت کو پھیلانے کا کام کرے گی۔ اس لئے کسی کو اس مسجد سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس مسجد کے قیام کے بعد آپ لوگوں پر یہ بات بھی روشن ہو جائے گی کہ 'محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں' کا نعرہ محض ایک نعرہ ہی نہیں بلکہ ہم لوگ پوری لگن کے ساتھ اس سنہری اصول کے مطابق زندگیاں گزار رہے ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو! کہ یہی ہمارے مذہب کی تعلیم ہے۔ انشاء اللہ ہر چڑھنے والا دن آپ پر یہ واضح کرتا چلا جائے گا کہ اسلامی تعلیمات کس قدر عظیم اور خوبصورت ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اس شہر کی تاریخ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر مختلف اقوام کے باہم امتزاج کا ایک بہت خوبصورت اور کامیاب مجموعہ ہے اور یہاں پر بسنے والے لوگ اس شہر کے وسیع تر مفاد کو اپنے پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ احمدی مسلمان بھی ان باتوں کا خاص خیال رکھیں گے اور وسعتِ نظری کا ثبوت دیتے ہوئے ان پختہ بنیادوں پر ایک مضبوط معاشرہ کے قیام کی کوشش کریں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہم اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنے ہمسایوں کا خیال رکھیں گے اور ان کے حقوق کو ہر طرح سے بجالائیں گے۔ اسلام میں واضح طور پر ہمسایوں کے حقوق کا ذکر ہے۔ جس طرح قرآنِ کریم میں مثلاً اولاد پر والدین کے حقوق بیان کیے گئے ہیں اسی طرح ایک مسلمان پر ہمسایوں کے بھی بہت سے حقوق قائم کیے گئے ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ وہ اپنے ہمسایوں سے محبت کریں، ان کی حفاظت کریں، ان سے احترام سے پیش آئیں۔ بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی کے بارہ میں اس قدر تاکید فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گمان گزرا کہ اللہ تعالیٰ شائد ہمسائے کو وراثت میں حصہ دار بنادے گا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تم دوسرے کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو۔ یہ بظاہر ایک سادہ سی بات ہے لیکن اگر ہم غور کریں اور اس زبردست اصول پر کاربند ہو جائیں تو پوری دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔ یہ عالمگیر اصول ہمیشہ کی طرح آج بھی ایک رہنما اصول ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس حدیث کے مطابق اگر میں چاہتا ہوں کہ دوسرے میرے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں، میرا خیال کریں، تو میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ عمدہ سلوک کروں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے میرا یہ فرض بنتا ہے کہ مَیں اپنے ہمسائے کا خیر خواہ رہوں۔ بلکہ میرے لیے ضروری ہے کہ مَیں اپنے شہر میں بسنے والے تمام لوگوں کی بھلائی چاہوں۔ میرے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ میں اپنے تمام ہم وطنوں کا خیر خواہ رہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ میرا فرض ہے کہ میں کرّۂ ارض پر بسنے والے تمام انسانوں کا سچا خیر خواہ بنوں۔ قرآن کریم میں ہمسائے کی جو تعریف بیان کی گئی ہے وہ بہت وسیع ہے اور اپنے اندر بہت سے لوگوں کو شامل کرتی ہے۔ اس تعریف کے مطابق ایک مسلمان کے ہمسایوں میں بہت سے لوگوں کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ سفر کرنے والا شخص بھی شامل ہے۔ چنانچہ حقیقی اسلامی تعلیم کے مطابق ایک مسلمان کے لئے تمام انسانوں کے حقوق کو بجالانا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ہمسائے کے حقوق کو ادا کرنا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کی سورۃ النساء آیت 37 میں ایک ہی جگہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا ارشاد کچھ اس طرح ہے: ''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ (بہت) احسان (کرو) اور (نیز) رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو (میں بیٹھنے) والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (ان کے ساتھ بھی)۔ (اور) جو متکبر اور اِترانے والے ہوں اُنہیں اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں کی عزت کرنے، ان کی خیر خواہی اور ان سے محبت کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیتا ہے۔ اس جامع آیت میں واضح طور پر ایک مسلمان کے اوپر رنگ و نسل اور عقیدہ کی پابندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محض انسانیت کی بنیاد پر سب کی خدمت کرنا فرض کر دیا گیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر قریبیوں کا ذکر دیا گیا ہے۔ اسی لیے میں نے یہ کہا تھا کہ جب قرآن مسلمانوں کو اپنے ہمسایوں اور اپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے تو درحقیقت اس سے یہ مراد ہے کہ وہ تمام انسانوں کے حقوق ادا کرے۔ قرآن مجید صرف مختلف اقوام کے اکٹھے رہنے کو ہی نہیں تسلیم کرتا بلکہ سب لوگوں اور سب ہی قوموں کے حقوق بھی قائم فرماتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اگرچہ میڈیا میں اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام مذہبی آزادی کا حقیقی علمبردار ہے۔ چنانچہ جہاں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عبادت کرنے کا حق دیتا ہے وہاں دوسرے تمام مذاہب کے ماننے والوں کے حقوق بھی قائم فرماتا ہے۔ اور یہ بات قرآن کریم کی سورۃ الحج کی آیت 41 سے ثابت ہے جس میں

ارشاد حضرت امیر المومنین

''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم/جنوری 2016)

طالبِ دُعا: بشیر احمد مشتاق (صدر جماعت احمدیہ حلقہ اِرم لین) سری نگر، جموں اینڈ کشمیر

ارشاد حضرت امیر المومنین

''جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور انکی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13/فروری 2015)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کی عبادتگاہوں کو تحفظ فراہم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس آیت میں کفارِ مکہ کے مظالم کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنے تحفظ کے لئے جنگ لڑنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن اس آیت کے الفاظ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جنگ کی اجازت کا مقصد صرف ’اسلام‘ کا تحفظ نہیں تھا بلکہ ’مذہب‘ کا تحفظ تھا۔ یعنی اس آیت کے مطابق جنگ کی اجازت اس لئے دی گئی تھی کیونکہ دشمنانِ اسلام مذہبی آزادی کو سلب کرنا چاہتے تھے۔ اور اگر مسلمان اس وقت دفاعی جنگ نہ کرتے تو گرجے، یہودیوں کی عبادتگاہیں، مندر، مساجد اور دیگر عبادتگاہیں کہ جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے تباہ کردیے جاتے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ان تمام باتوں سے ہم یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ مساجد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے نہیں قائم کی جاتیں بلکہ اس کی مخلوق کے ایک دوسرے پر حقوق کی بجا آوری کے لئے بھی مرکز کا کام کرتی ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ دوسروں کے ساتھ صلح کے ساتھ رہیں۔ ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ دوسروں کی عبادتگاہوں کو تحفظ فراہم کریں کجا یہ کہ ان کو مسمار کرنے والے ہوں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آپ میں سے اکثر میرے ساتھ اس بات پر اتفاق کریں گے کہ اگر ہم ان باتوں پر عمل کرنا شروع کردیں تو دنیا میں امن اور بھائی چارے کی فضا قائم ہوسکتی ہے۔ اگر ان مذہبی تعلیمات کو مدِّ نظر رکھ لیں تو ان لوگوں کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا جو مذہب کو فتنہ وفساد کا سبب قرار دیتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض نام نہاد مسلمان ایسے بھی ہیں جو غیر انسانی اور غیر اخلاقی جرائم کر کے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ ہر امن پسند آدمی ان کی ظالمانہ اور جاہلانہ حرکات کو دیکھ کر خوفزدہ ہی ہوگا۔ لیکن یہ بات اچھی طرح واضح ہوجانی چاہیے کہ ایسے تمام عناصر اسلام کی حقیقی تعلیمات کے الٹ کام کر رہے ہیں۔ ان حرکات کا ان کے پاس کوئی جواز نہیں۔ بہرحال مجھے یقین ہے کہ اس مسجد کے افتتاح کے بعد احمدی مسلمان پہلے سے بڑھ کر سچے اور حقیقی اسلام کو یہاں متعارف کروائیں گے اور اپنے کردار سے اسلام کی پُرامن اور روشن تعلیم کو پھیلائیں گے۔ وہ یہ ثابت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صرف عبادت کا ہی حکم نہیں دیا بلکہ تمام انسانوں کے حقوق ادا کرنے کی بھی تاکید کی ہے۔ وہ اپنی ذات میں اسلام کی خوبصورت اور نیک تعلیم کا نمونہ پیدا کریں گے۔ دوسروں سے محبت اور رواداری کا معاملہ کریں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس وقت جبکہ دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے ہم سب کا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر امن کو قائم کرنے کی کوشش کرنا بہت ضروری ہے۔ ہمیں دنیا کو تباہ کن جنگِ عظیم سے بچانے کیلئے متحد ہوکر اور ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے قیامِ امن کے لئے کام کرنا ہوگا جبکہ ایسا محسوس ہورہا ہے کہ ہر آنے والا لمحہ ہمیں اس جنگ سے قریب تر کرتا چلا جا رہا ہے۔ ماضی میں بھی اس شہر کے رہنے والوں نے اچھے برے حالات میں ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے رہنے کا فائدہ اٹھایا ہے۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ ماضی کے اسباق ہمارے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لئے ہمیں ہماری ذمہ داریاں یاددلانے کیلئے کافی ہوں۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ ہم جنگ اور تباہی کے آنے سے پہلے ہی اسے بھانپ کر اس سے بچنے کی کوشش کرسکیں۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ ہمیں اس بات کا اندازہ ہوجائے کہ ہمیں قیامِ امن کے لئے کتنی کوششیں کرنی ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہمیں اس بات کا ادراک ہوجائے کہ ہمارا خالق یہ چاہتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہیں اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آخر پر مَیں یہاں رہنے والے احمدیوں سے بھی کہوں گا کہ وہ حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے رہیں۔ ان کا کردار دوسروں کے لئے نمونہ بننے والا ہو۔ انہیں ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ اگر انہوں نے دوسروں کی خدمت نہ کی تو پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ تو اُس کی رضا کا موجب بنے گی، نہ ہی خود انہیں اس کا کوئی فائدہ پہنچے گا اور نہ ہی اس مسجد کے قیام کا مقصد پورا ہوسکے گا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس مسجد کے نام کا مطلب ’عزت والا گھر‘ ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو اس میں داخل ہوں گے وہ ایک دوسرے کیلئے محبت، عزت اور احترام کرنے والے ہوں گے۔ اسی طرح ان کا عمل وسعت اختیار کرتے ہوئے اپنے معاشرے کے لئے بھی محبت، عزت اور احترام کا موجب بنے گا۔ انشاء اللہ یہ مسجد روشنی کے اس مینار کی مانند جانی جائے گی کہ جس سے نکلنے والی روشنی اپنے اردگرد کے ماحول کو منور کر دیتی ہے اور یہ مسجد امن کی علامت کے طور پر لیسٹر شہر میں آپ اپنی پہچان ہوگی۔ خدا کرے کہ مقامی احمدی اس مسجد کے قیام کے حقیقی مقاصد کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

حضورانور نے فرمایا کہ آخر پر مَیں ایک مرتبہ پھر تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری اس دعوت کو قبول کیا اور آج اس تقریب میں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ بہت بہت شکریہ۔

اس پُر معارف اور بصیرت افروز خطاب کے بعد حضورِ انور واپس کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے اور اجتماعی دعا کروا کر اس تقریب کا اختتام فرمایا۔ اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں پُرتکلّف عشائیہ پیش کیا گیا۔

مہمانوں کے تأثرات:

❁ وارِکشئر پولیس کے نمائندہ نِیوُ ملک (Nav Malik) نے کہا کہ یہ بہت عمدہ تقریب تھی۔ حضور نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ مقامی لوگوں کے حقوق ادا کرنے پر بھی زور دیا ہے جو نہایت متأثر کن بات ہے۔

❁ لیسٹر شئر کاؤنٹی کے کاؤنٹی کونسلر لیون سپینس (Leon Spence) نے کہا کہ حضور نے مسجد کے بارہ میں جو فرمایا کہ یہ صرف ایک عمارت نہیں بلکہ معاشرہ کا ایک صحتمند حصہ ہے یہ بہت متاثر کرنے والی بات ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ بہت زبردست بات ہے! اس تقریب میں شامل ہونا میرے لیے ایک اعزاز ہے۔

❁ De Montfort یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والی لاؤرا ایشلے نکول (Laura Ashley Nicoll) کہتی ہیں کہ اسلام کے بارے میں میڈیا پر بہت کچھ کہا جاتا ہے۔ خلیفہ نے جو خطاب فرمایا اس سے میں نے آج اسلام کی حقیقی تعلیم کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے۔

❁ لیسٹر شئر کاؤنٹی کے لارڈ لیفٹیننٹ پروفیسر ڈیوڈ وِلسن (Professor David Wilson) نے کہا کہ خلیفہ نے بہت زبردست تقریر کی ہے۔ قرآن کو میڈیا میں منفی انداز سے پیش کیا جاتا ہے اس کے برعکس خلیفہ نے ہمیں بتایا کہ قرآن کس طرح ہمیں مختلف مسائل کا عمدہ حل بتاتا ہے۔ حضور کی تقریر ہماری اصلاح کرنے والی، معلومات سے پُر اور مستقبل کے لئے امیدافزا تھی۔

❁ لیسٹر شئر کے چیف کانسٹیبل پولیس سائمن کول (Simon Cole) نے کہا کہ حضور کی تقریر سے میرے اندر یہ احساس پیدا ہوا کہ ہم اپنے کاموں کو کس طرح بہتر سے بہتر طور پر کر سکتے ہیں۔ مثلاً بطور پولیس ہم کس طرح اپنے لوگوں کی بھلائی کے لئے کام کرسکتے ہیں، امن کے قیام کے لئے، دنیا کی بہتری کے لئے اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ جو باتیں حضور نے کی ہیں وہ روحانیت سے پُر اور بہت صائب ہیں۔

❁ اس تقریب میں شامل شری ستھیا سائی سروس نامی فلاحی تنظیم سے تعلق رکھنے والے چراغ ودھانی نے کہا کہ حضور کا پیغام صرف احمدیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے تھا۔ اسے جو بھی سنے گا اسے ایسا محسوس ہوگا کہ گویا یہ پیغام اسی کے لئے ہے۔

❁ لیسٹر شہر کے لارڈ میئر کونسلر ٹیڈ کاسیڈی (Ted Cassidy) نے کہا کہ میں حضورِ انور کی تقریر میں موجود اس زبردست پیغام سے اور اس عمارت کی خوبصورتی سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ یہ مسجد لیسٹر شہر میں ایک بہت عمدہ اضافہ ہے۔ یہاں کے احمدی اسلام کی بہت اچھی نمائندگی کررہے ہیں۔ سب کو امن اور محبت کا خوبصورت پیغام پہنچا رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ حضور کا پیغام اپنے اندر ایک زبردست قوّت اور طاقت رکھتا ہے اور میری خواہش ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کرسکیں۔ حضور جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں اسی پیغام کو عام کرتے ہیں کہ ہم سب کو ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہیے، ایک دوسرے سے سیکھنا چاہئے اور ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

(رپورٹ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 18/مارچ 2016)

......☆......☆......☆......

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
ملنے کا پتہ: دکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

جماعتی رپورٹیں

دہلی کے مشہور India Habitat Center میں پیس سمپوزیم کا انعقاد

دہلی کے مشہور India Habitat Center میں مورخہ 4 فروری 2016 کو شعبہ نور الاسلام کے تحت ایک پیس سمپوزیم کا انعقاد کیا گیا۔ پیس سمپوزیم کے انعقاد سے پہلے مورخہ 4 فروری کو پریس کانفرنس کی گئی جس میں حضور انور کی کتاب ورلڈ کرائسس کا تعارف کرایا گیا۔ مورخہ 4 فروری کو صبح 7 بج کر 30 منٹ پر خاکسار کی زیر صدارت بعنوان The Devastating Consequences of a nuclear war and the critical need for Absolute Justice پیس سمپوزیم کا آغاز ہوا۔

Prof.Rajni Abbi صاحبہ نائب صدر دہلی بی جے پی وسابق میئر دہلی اور جناب ڈگ وجے سنگھ صاحب ممبر پارلیمنٹ وسابق وزیر اعلیٰ صوبہ مدھیہ پردیش اور بعض دیگر معززین مہمان خصوصی کے طور پر شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب فرمودہ پیس سمپوزیم یو.کے 2012 پر مشتمل ایک ڈاکومنٹری دکھائی گئی جس میں سندھو تائی سپکل کو دیئے گئے انعام کا منظر بھی آخر پر دکھایا گیا۔ پیس سمپوزیم میں مختلف سیاسی، سماجی و مذہبی رہنماؤں نے تقاریر کیں۔ جماعت احمدیہ کی جانب سے مکرم سید محمود صاحب نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب Absolute Justice, Kindness and Kinship کے حوالے سے nuclear war and the critical need for Absolute Justice کے موضوع پر مختصر اور جامع تقریر کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سمپوزیم میں 270 سے زائد غیر احمدی وغیر مسلم احباب نے شمولیت کی جن میں کثیر تعداد میں IAS, IFS, IPS & IRS افسران و Ministeries کے سیکریٹریز و اخبارات کے سینئر ایڈیٹرز و سیاسی پارٹیز سے تعلق رکھنے والے سینئر لیڈرز وغیرہ شامل تھے۔ دہلی یونیورسٹی اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی سے students اور Research Scholars بھی شامل ہوئے جنہوں نے مستقبل میں بھی جماعتی پروگرام میں شامل ہونے کی خواہش کی۔

پیس سمپوزیم میں شرکت کرنے والے خصوصی مہمانان کرام کو جماعتی کتب کا ایک سیٹ تحفۃً پیش کیا گیا۔ باقی تمام شاملین کے لئے Complimentry Books Section بنایا گیا جس سے لوگوں نے استفادہ کیا اور خوشنودی کا اظہار کیا۔ اس موقعہ پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب پاتھ وے ٹو پیس اور 2014، 2015 میں پیس سمپوزیم کے خطاب پر مشتمل لیف لیٹس بھی کثیر تعداد میں تقسیم کئے گئے۔

بعض اعلیٰ سرکاری عہدیدار جو مصروفیات کی بنا پر اس سمپوزیم میں شامل نہیں ہو سکے انہوں نے بذریعہ فون یا خط خیر سگالی کے پیغامات بھجوائے۔ پیس سمپوزیم کے بعد لوگوں کے e-mails اور messages بھی آئے اور انہوں نے خلیفہ وقت اور جماعت کی امن اور اسلام کی حقیقی تعلیم کے قیام کے تعلق سے کی جانے والی کوششوں کو سراہا اور خلیفہ وقت سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پیس سمپوزیم کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور حضور انور کی توقعات کے مطابق مستقبل میں بھی احسن رنگ میں خدمت دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (شیراز احمد، انچارج شعبہ نور الاسلام)

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت احمدیہ سمور میں مورخہ 11 فروری 2016 بروز جمعرات جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسہ میں گاؤں کے تمام معززین اور غیر احمدی احباب کو دعوت دی گئی۔ جلسہ کی کارروائی صبح 11:30 بجے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک مکرم الیاس احمد صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ نعت مکرم جاوید احمد صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم فیروز احمد ندیم صاحب مبلغ انچارج آگرہ، مکرم بشارت احمد صاحب امروہی مبلغ سلسلہ بہوا اور مکرم گلزار احمد صاحب مبلغ سلسلہ ساندھن نے سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(طارق محمود، مبلغ انچارج ضلع فتح پور، یو۔پی)

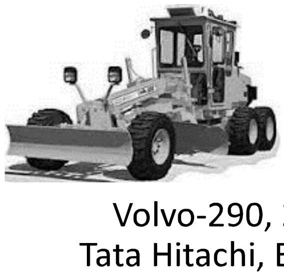

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

جلسہ یوم مسیح موعود

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ضلع مرشد آباد، ندیہ کی درج ذیل 24 سے زائد جماعتوں میں مورخہ 23 مارچ 2016 کو جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ جماعت احمدیہ برہمپور، راجکھنڈ، گانتلہ، لمار پور، گوڑا اسلامپور، اسلامپور، نروز پور، بھرتپور، پولیہ، تالگرام، کیتھاسندرپور، سالکوگھاٹ، برکتپور، جوران کاندی، پانچ گرام، جھلی، سنکر پور، بھگوانگولا، اکڈلیہ، برامپور، زندگی، اجگر پاڑا، شاہ پور، سجاپور اور بھتان گاچھی۔ سبھی جماعتوں میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد یوم مسیح موعود کی مناسبت سے تقاریر ہوئیں۔

(ابوطاہر منڈل، مبلغ انچارج، ضلع مرشد آباد وندیہ)

جماعت احمدیہ حیدرآباد کی مساعی

جوبلی ہال میں نماز کی اہمیت پر اجلاس

☆ مورخہ 13 فروری 2016 کو احمدیہ مسجد وجوبلی ہال حیدرآباد میں نماز کی اہمیت پر ایک اجلاس زیر صدارت مکرم امیر صاحب حیدرآباد منعقد کیا گیا۔ مکرم سید عادل احمد خان صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ بعد ازاں مکرم سید مبشر احمد صاحب آڈیٹر جماعت احمدیہ حیدرآباد، مکرم کے ناصر احمد صاحب نائب ناظر بیت المال آمد اور خاکسار نے نماز کی اہمیت اور برکات کے موضوع پر تقاریر کیں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں حاضرین کو نماز کی طرف توجہ دلائی۔ بعد ازاں اطفال الاحمدیہ کے تلاوت قرآن کریم کے مقابلہ جات ہوئے۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

چندہ جات کی اہمیت وبرکات کے موضوع پر تربیتی جلسہ

☆ مورخہ 14 فروری 2016 کو مسجد الحمد سعید آباد میں چندہ جات کی اہمیت اور برکات کے موضوع پر ایک جلسہ زیر صدارت محترم امیر صاحب حیدرآباد منعقد کیا گیا جس میں مرکزی نمائندہ مکرم کے ناصر احمد صاحب نائب ناظر بیت المال آمد نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی شیخ علاّم الدین صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ مکرم محمد ریحان الدین صاحب نے ایک نعت خوش الحانی سے سنائی بعد ازاں مکرم بشیر احمد صاحب سیکرٹری مال حیدرآباد اور خاکسار نے مالی قربانی کی اہمیت وبرکات کے موضوع پر تقریر کی۔ جلسہ کی آخری تقریر مکرم کے ناصر احمد صاحب نے کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

نابینا بچوں کے ساتھ ایک شام

☆ مورخہ 13 فروری 2016 بروز ہفتہ جماعت احمدیہ حیدرآباد کی جانب سے نابینا بچوں کے اسکول میں، جن کی تعداد 550 تھی، کھانے کا انتظام کیا گیا۔ خدام، اطفال، لجنہ، ناصرات اور انصار بزرگان نے بڑھ چڑھ کر اپنے مفوضہ فرائض کو انجام دیا۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا گیا۔ محترم امیر صاحب حیدرآباد نے اسکول کے اسٹاف کو جماعتی کتب اور لیف لیٹس کا تحفہ پیش کیا۔ جملہ اخراجات مکرم سید عادل احمد خان صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ حیدرآباد نے برداشت کئے۔ مکرم احمد اللہ صاحب مدراسی کا بھی خصوصی تعاون شامل رہا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

شعبہ تعلیم کی جانب سے سیمینار کا انعقاد

☆ مورخہ 14 فروری 2016 بروز اتوار بعد نماز ظہر شعبہ تعلیم کی جانب سے مکرم امیر صاحب حیدرآباد کی زیر صدارت ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس میں مکرم ڈاکٹر کلیان سندرم صاحب نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور طلبا وطالبات کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم اطہر احمد صاحب نے سیمینار کی غرض بیان کی۔ مکرم سلطان محمد الہ دین صاحب سیکرٹری تعلیم نے تعلیم میں دلچسپی پیدا کرنے کے طریق بتائے۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب، مکرم ڈاکٹر محمد نصیر الدین صاحب اور خاکسار نے حاضرین کے سوالوں کے جواب دیئے۔ آخر پر مکرم ڈاکٹر کلیان سندرم صاحب کو محترم امیر صاحب حیدرآباد نے تحفہ پیش کیا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

(محمد کلیم خان، مبلغ سلسلہ ضلع حیدرآباد)

Satnam Singh Property Adviser

کوٹھیاں، پلاٹ، زمین بیچنے اور خریدنے کیلئے رابطہ کریں
ستنام سنگھ پراپرٹی ایڈوائزر
کالونی ننگل باغبانہ، قادیان
+91-9915227821,+91-8196808703

خطبہ نکاح اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم نصائح

رشتوں کو نبھانے کے لئے ہمیشہ ایک دوسرے سے سچا تعلق رکھیں اور ایک دوسرے کو اعتماد میں لیں۔ ہمیشہ رشتوں میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں، جہاں اعتماد ختم ہوتے ہیں۔ اس لئے میاں بیوی کو ہمیشہ ایک دوسرے کو اعتماد میں لینا چاہئے اور یہی بنیادی چیز ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے، جس سے آئندہ رشتے دیر پا اور ہمیشہ قائم رہنے والے ہوتے ہیں۔ اور آئندہ نسلوں میں بھی سچائی پیدا ہوتی ہے اور سچائی پر قائم رہنے والی اولادیں پیدا ہوتی ہیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 دسمبر 2013ء بروز منگل مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عافیہ مقصود کا ہے جو واقفہ نو ہیں، مقصود الحق صاحب کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم مصوّر احمد مربی سلسلہ سے جو جامعہ یو۔کے سے اس سال فارغ ہوئے ہیں، تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: عافیہ مقصود کا ننہیال بھی اور ددھیال بھی دونوں ان خاندانوں سے ہیں جو پرانے خادم سلسلہ ہیں۔ مقصود الحق صاحب مکرم مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب کے بیٹے ہیں جو واقف زندگی تھے۔ انہوں نے بڑی وفا کے ساتھ ساری عمر وقف کے جذبہ کے ساتھ دین کی خدمت کی اور اس زمانہ میں واقف زندگی کے جو حالات تھے ان میں انتہائی صبر اور قناعت کے ساتھ یہ زندگی گزارنے والے واقف زندگی تھے۔ اسی طرح عزیزہ عافیہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی نواسی ہیں۔ یہ نانا بھی واقف زندگی ہیں اور پڑنانا بھی جو مولانا ابوالعطاء صاحب تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ پرانے بزرگ جن سے واقف زندگی کا وقار قائم ہے، انہوں نے بڑے باوقار طریقہ سے اپنا وقف نبھایا اور بے لوث اور بےنفس ہو کر سلسلہ کی خدمت کی۔ اللہ کرے یہ رشتہ جو طے ہو رہا ہے عزیز مصور احمد واقف زندگی ہے، مربی سلسلہ ہے یہ بھی اپنے وقف کو بےنفس ہو کے نبھانے والا ہو اور خدمت دین کو فضل الٰہی جاننے والا ہو۔ اسی طرح عزیزہ بھی جس کا تعلق واقفین زندگی کے خاندان سے ہے، یہ بھی واقفہ نو تو پہلے ہی ہے اپنے خاوند کے ساتھ وقف کے میدان میں نہ صرف اس کی مددگار ہو بلکہ بےنفس ہو کر اپنے آپ کو مربی سلسلہ کی بیوی نہ سمجھے، بلکہ خود بھی اپنا کام یہ بھی رکھے کہ میں مربی بھی ہوں اور مبلغ بھی ہوں۔ اور جو خدمات میرے خاوند کے سپرد کی گئی ہیں ان کو میں نے اسی طرح بجالانا ہے جس طرح میرے خاوند نے کام کرنا ہے۔ یہ روح ہر واقف زندگی مرد میں اور وقف زندگی کی بیوی میں بھی پیدا ہونی چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا نکاح عزیزہ فرحانہ خلیل بنت مکرم سید خلیل احمد صاحب کا ہے جو عزیز ظفر احمد ہندل ابن مکرم حبیب الرحمن صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پا رہا ہے۔ فرحانہ خلیل سید خلیل احمد صاحب کی بیٹی ہیں۔ اس کے جو والد ہیں وہ اس وقت بھی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے کارکن ہیں اور بچی کے دادا بھی خادم سلسلہ تھے۔ بلکہ اس کا ننہیال بھی خدمت بجا لانے والوں میں سے تھا۔ اللہ کرے یہ نکاح جو طے پا رہا ہے یہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور صرف دنیاوی باتیں مدنظر نہ رہیں بلکہ دین مقدم رہے اور ہر دو رشتوں کی جو آج طے پا رہے ہیں، پہلا بھی اور یہ بھی، ان اعمال کی طرف توجہ رہے جن کی طرف خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اعمال صالحہ بجالاؤ اور یہ اسی صورت میں ہوں گے جس وقت تم سچائی پہ قائم رہو گے۔ پس ان رشتوں کو نبھانے کے لئے ہمیشہ ایک دوسرے سے سچا تعلق رکھیں اور ایک دوسرے کو اعتماد میں لیں۔ ہمیشہ رشتوں میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں جہاں اعتماد ختم ہوتے ہیں۔ اس لئے میاں بیوی کو ہمیشہ ایک دوسرے کو اعتماد میں لینا چاہئے۔ اور یہی بنیادی چیز ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے جس سے آئندہ رشتے دیر پا اور ہمیشہ قائم رہنے والے ہوتے ہیں۔ اور آئندہ نسلوں میں بھی سچائی پیدا ہوتی ہے اور سچائی پر قائم رہنے والی اولادیں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ رشتہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔ دلہن کے وکیل لقمان احمد صاحب طاہر ہیں۔

دونوں نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ
شعبہ ریکارڈ دفتر پی۔ ایس لندن)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9؍فروری 2016ء بروز منگل نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆Mrs. Zifa Mukhametz Yanova

(اہلیہ Mr. Mirat Muhammad Zyanove آف قازان، تاتارستان، حال یو.کے)

8؍فروری 2016 کو 65 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ روس کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھیں۔ وہاں آپ کو اور آپ کے خاندان کو ابتدا سے ہی احمدیت کی تبلیغ کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ بہت نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ آپ کے شوہر قازان کے پہلے صدر جماعت تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ

(اہلیہ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب، ربوہ)

21؍جنوری 2016 کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والد حضرت احمد دین صاحب اور دادا حضرت ولی محمد صاحب دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآنِ کریم کی کثرت کے ساتھ تلاوت کرنے والی، ہمدرد، دوسروں کا خیال رکھنے والی، مہمان نواز، بہت سی خوبیوں کی مالک نیک خاتون تھیں۔ خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ بہت محبت کرنے والی فدائی خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 6 بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم اقبال احمد منیر صاحب (مربی سلسلہ کراچی) کی والدہ اور مکرم فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا کی چچی تھیں۔

(2) مکرمہ امۃ الرؤف صاحبہ

(اہلیہ مکرم ریاض احمد باجوہ صاحب، ربوہ)

16؍جنوری 2016 کو 69 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت علی محمد صاحبؓ کی پوتی تھیں۔ آپ کو لمبا عرصہ بحیثیت صدر لجنہ اماء اللہ میر پور خاص (سندھ) خدمت کی توفیق ملی۔ بڑی محنت اور خاموشی کے ساتھ جماعتی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔ آپ کامیاب داعی الی اللہ بھی تھیں۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت اور عشق ووفا کا تعلق تھا۔ آپ نے ایم.اے.ایم.ایڈ کیا تھا اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کے عہدہ تک کام کرتی رہیں۔ بہت ایماندار، خوش اخلاق، محنتی افسر تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب ربوہ میں استاد جامعہ احمدیہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ امۃ الرفیق صاحبہ

(اہلیہ مکرم رشید احمد چٹھہ صاحب مرحوم، اسلام آباد)

یکم جنوری 2016 کو 78 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نرم مزاج، مہمان نواز، بےلوث خدمت کرنے والی، صابرہ وشاکرہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے ساری زندگی دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک لے پالک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

وصــــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 7774: میں فاطمہ شیرین زوجہ مکرم آر۔حمید احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 52سال پیدائشی احمدی، ساکن anna nagar east،G-21/9th street ضلع چنّئی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 12/فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر: طلائی چین 22.50 گرام، زیور طلائی کل وزن 82.09 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی.ایم.عبدالمجیب الامۃ: فاطمہ شیرین گواہ: آر۔حمید احمد

مسل نمبر 7775: میں ایس.سلیم احمد (کنّا) ولد مکرم کے.بسنکرن پلّئی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 39سال تاریخ بیعت 1994، ساکن H9/2, Loyal Amrtiam Apart. 1st main road, M.M.D.A Colony, Maduravoil ضلع چنّئی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 28/جنوری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 6.7 سینٹ زمین بمقام ولّیور ضلع ترونلوّلی۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/30,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی.ایم.عبدالمجیب العبد: ایس.سلیم احمد گواہ: ایم.نور محمد

مسل نمبر 7776: میں ایم.نور محمد ولد مکرم محمد حسین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 65سال تاریخ بیعت 1974، ساکن 11D, 7th street, Balaji Nagar, A.J Nagan ضلع چنّئی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 28/جنوری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت سالانہ -/60,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی.ایم.عبدالمجیب العبد: ایم.نور محمد گواہ: ایس.سلیم احمد (کنّا)

مسل نمبر 7777: میں سید منصور احمد ولد مکرم سید منظور احمد صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ عمر 76سال پیدائشی احمدی، ساکن ترپور ضلع ترپور صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 8/فروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 10 سینٹ زمین بمقام بھونیشور، اڈیشہ جس میں خاکسار کا 2/3 حصہ ہے یہ زمین ابھی عدالت میں زیر فیصلہ ہے، فیصلہ ہونے پر اطلاع دی جائے گی قیمت اندازاً 70 لاکھ روپئے، 1.25 ایکڑ زمین بمقام رسول پور سونگھڑہ اڈیشہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید ادریس احمد العبد: سید منصور احمد گواہ: ابوالحسن عابد

مسل نمبر 7778: میں بلقیس بیگم زوجہ مکرم سید منصور احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 66سال پیدائشی احمدی، ساکن تروپور ضلع تروپور صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش و حواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 8/فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 70 گرام 22 کیریٹ، حق مہر: -/5000 روپئے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید منصور احمد الامۃ: بلقیس بیگم گواہ: سید ادریس احمد

مسل نمبر 7779: میں چاندنی نظیر زوجہ مکرم کے.نظیر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 37سال تاریخ بیعت 2012، ساکن تروپور ضلع تروپور صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش و حواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 8/فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر: -/5000 وصول شد زیور میں شامل، زیور طلائی: کل وزن 129 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی: پازیب 74 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے.نظیر احمد الامۃ: چاندنی نظیر گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 7780: میں قدیر احمد غوری ولد مکرم جمیل احمد غوری صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 24سال پیدائشی احمدی، ساکن مکان نمبر 17-1-281/D ڈاکخانہ سنتوش نگر ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 26/جنوری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد کوئی نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حمید احمد غوری العبد: قدیر احمد غوری گواہ: رشید احمد ریلوے

مسل نمبر 7781: میں صفیہ بھٹ زوجہ مکرم بابو غلام رسول صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 70سال پیدائشی احمدی، ساکن مکان نمبر 350-1-22/17 گلشن اقبال کالونی ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 13/دسمبر 2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر: 500 روپئے وصول شد، طلائی زیور: بالیاں ایک جوڑی 22 کیریٹ 4 گرام، نقرئی: ایک چین 20 گرام۔ میرا گزارہ آمد از وظیفہ ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مبارک احمد اقبال الامۃ: صفیہ بھٹ گواہ: رشید احمد

اسٹڈی ابراڈ

Study Abroad

Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.

About Us

Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years

Achievements

• NAFSA Member Association , USA.

• Certified Agent of the British High Commission

• Trusted Partner of Ireland High Commission

• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

All Services free of Cost

Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh.
Phone : +91 40 49108888.

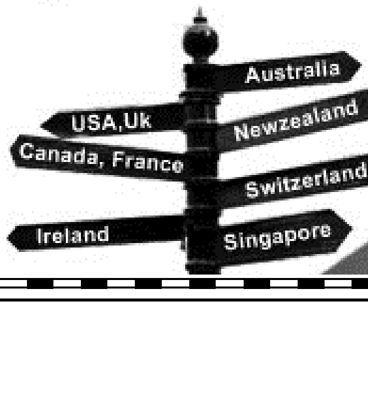

Study Abroad

10 Offices Across India

بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں

CMD: Naved Saigal

Website:www.prosperoverseas.com

E-mail: info@prosperoverseas.com

National helpline: 9885560884

ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات 2016 کی تاریخوں کا اعلان

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان دارالامان میں درج ذیل تاریخوں میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کے انعقاد کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب و مستورات اس روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کریں۔

- اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت و ناصرات الاحمدیہ مورخہ 15 تا 17/اکتوبر 2016 (بروز ہفتہ، اتوار، سوموار)
- اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مورخہ 15 تا 17/اکتوبر 2016 (بروز ہفتہ، اتوار، سوموار)
- اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت مورخہ 18 تا 20/اکتوبر 2016 (بروز منگل، بدھ، جمعرات)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِ۝لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡيَمِيۡنِ۝ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِيۡنَ۝

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (سورۃ الحاقۃ 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ ایسے اکثر و بیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

"خدا کی قسم"

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای میل **مفت** کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186

Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab

For On-line Visit : www.alislam.org/urdu/library/57.html

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُالدِّیۡن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

Ahmad Travels Qadian

Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses

Contact : 9815665277
Proprietor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

www.intactconstructions.org

Intact Constructions

وَسِّعۡ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615

Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر 20

فضیلت کا دل سے اقرار کیا تو ساتھ ہی سجدے میں گر گیا۔ تیسری چیز اور ہے وہ اگر شامل نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے وہ قلب ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو اور اللہ تعالیٰ اس پر نظر کر کے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے اور روح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا ہے جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے۔ اور جب **سبحان ربی العظیم** کہتا ہے تو دیکھے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے نہیں بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے۔ پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے اس کی علوشان کو ملاحظہ میں لا کر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ روح بھی الوہیت کے آستانہ پر گری ہوئی ہے۔ غرض یہ حالت جب تک پیدا نہ ہو لے اس وقت تک مطمئن نہ ہو کیونکہ **یقیمون الصلوۃ** کے معنی یہی ہیں اگر یہ سوال ہو کہ یہ حالت پیدا کیونکر ہو تو اس کا جواب اتنا ہی ہے کہ نماز پر مداومت کی جائے اور وساوس اور شبہات سے پریشان نہ ہو۔ ابتدائی حالت میں شکوک و شبہات سے ایک جنگ ضرور ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ نہ تھکنے والے استقلال اور صبر کے ساتھ لگا رہے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہے آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس مستقل مزاجی شرط ہے۔ اگر انسان میں پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر پھر اپنے بندے کی طرف آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوتے ہیں لیکن اس حقیقت کو بہت سے لوگ سمجھتے نہیں جلد بازی میں خدا تعالیٰ کے در کو چھوڑ دیتے ہیں یا اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے کم اہمیت سمجھتے ہیں اور دنیا کے اداروں کی طرف بھی پھر دوڑ لگا دیتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مؤمنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔ عام طور پر ایک دوسرے سے واسطہ پڑتا رہتا ہے سوال ہوتے ہیں لیکن ایسے سوال جن کا تعلق صرف خدا تعالیٰ سے ہے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی پہ امید رکھنا کسی اور پر انحصار کرنا یہ چیز غلط ہے فرمایا کہ جب تک انسان پورے طور پر خفیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ مسلمان اور سچا مؤمن کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانے پر گری ہوئی ہوں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تا کہ اولاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آ جاتا ہے جب کہ انقطاع کلی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔ میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جن میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منت خوشامد کرتے ہیں یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے۔ میں موٹے الفاظ میں اس کو بیان کرتا ہوں گو یہ امر اس طرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آ سکتا ہے۔ جیسے ایک مرد غیور کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پھر ایسی حالت میں یہ بھی صورت ہو جاتی ہے کہ اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا ہے۔ پس عبودیت اور دعا خاص اسی ذات کے مدّمقابل ہیں۔ وہ پسند نہیں کرتا کہ کسی اور کو معبود قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے۔ پس خوب یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا، بالکل غلط اور باطل ہے یہ بات۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفاتِ قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسے کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آؤ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ یہ بہت بڑی بات ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔ پس اپنی حالت ہمیں ایسی بنانے کی ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری سنے۔ جو اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سنتا نہیں ان میں سے اکثریت تو نمازیں بھی پانچ وقت پوری نہیں پڑھتے صرف نماز کا خیال اس وقت آتا ہے جب کوئی دنیاوی مشکل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ضرور سنوں گا لیکن تم میرے حکموں پر چلو اور ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کیا وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے شکوہ ہے تو پہلے اس بات کا جواب دے کہ کتنے ہیں جو قرآن کریم کے سات سو حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس کے باوجود اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے ان کی بہت ساری باتوں سے صرفِ نظر کرتا ہے۔ ان کی بعض دعاؤں کو سن بھی لیتا ہے کئی لوگ ہیں جو شاید نمازیں باقاعدہ بھی نہیں پڑھنے والے لیکن ان کی دعائیں بعض سنی گئیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو دعاؤں کے بغیر ہی اپنی دوسری صفات کے تحت ان کی ضروریات پوری کر دیتا ہے۔ پس شکوہ کرنے کا تو کوئی مقام ہی نہیں ہے پس ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے مطابق اپنی عبادتوں اور نمازوں اور دوسرے فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی نمازوں کی اس طرح حفاظت کرنے والے ہوں کہ ہماری روح اور ہمارے جذبے نماز کا حق ادا کرنے والے بن جائیں۔

......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91-82830-58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 65 Thursday 21 April 2016 Issue No. 16

MANAGER : NAWAB AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Mobile : +91-94170-20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
60 Euro or 80 Canadian Dollar

دنیا کے ہر ملک میں کوشش ہونی چاہئے کہ مسجدوں کو آباد کریں

خاص طور پر اگر عہدیدار اور جماعتی کارکنان واقفین زندگی اس طرف توجہ دیں تو نمازوں کی حاضری بہت بہتر ہوسکتی ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15-اپریل 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قرآن کریم میں نمازوں کی ادائیگی کی طرف کئی جگہ توجہ دلائی گئی ہے۔ کہیں نمازوں کی حفاظت کا حکم ہے۔ کہیں اس میں باقاعدگی اختیار کرنے کا حکم ہے۔ کہیں اس کے وقت پر ادائیگی کا حکم ہے اور پھر اس کیلئے اوقات بھی بتادیئے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے فلاں فلاں اوقات ہیں جن پر مؤمن کو عمل کرنا چاہئے اس کی پابندی کرنی چاہئے۔ غرض کہ نمازوں کی ادائیگی اور اس کی فضیلت کے بارے میں بار بار خدا تعالیٰ نے ایک مؤمن کو تلقین فرمائی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ فرمایا کہ انسانی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

کہ جن و انس کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے لیکن انسان اس مقصد کو پہچانتا نہیں اور اس سے دُور ہٹا ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصل غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو مگر جو لوگ اس اصل کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دُور جا پڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ان کے لئے نہیں رہتی۔ حضور انور نے فرمایا: پس یہ غرض ہے جو ایک ایمان کا دعویٰ کرنے والے کو اپنی تمام تر کوششوں سے، توجہ سے، پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے وارث بنے رہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے رہیں اور عبادت کی غرض کس طرح پوری ہوتی ہے؟ اس کے لئے اسلام نے ہمیں پانچ وقت کی نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔ پس اس مغز کو حاصل کر کے ہی ہم عبادت کا مقصد پورا کر سکتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: مقامی لوگوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اپنے نماز سینٹروں میں باقاعدہ نماز کی ادائیگی کیلئے جایا کریں خاص طور پر فجر کی ادائیگی کے لئے اور صرف یہاں نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں اس کے لئے کوشش ہونی چاہئے کہ مسجدوں کو آباد کریں۔ خاص طور پر اگر عہدیدار اور جماعتی کارکنان واقفین زندگی اس طرف توجہ دیں تو نمازوں کی حاضری بہت بہتر ہوسکتی ہے۔ نمازوں کو باقاعدہ اور التزام سے پڑھنے کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی نماز کو پڑھ لیتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی انہوں نے نماز کی معافی چاہی کہ ہماری مصروفیات ہیں۔ کام کی زیادتی ہے۔ ہمیں نماز معاف کردیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کرلو۔

اللہ تعالیٰ کا فضل اصل چیز ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ صحت ہے تو سب کچھ ہے۔ یا فلاں فلاں کام کرنے سے صحت قائم رہے گی۔ یا بیمار ہوں گا تو فلاں دوائی لینے سے صحت ہو جائے گی۔ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم اگر نہیں ہوگا تو سب بے کار ہیں۔ پس جس کے حکم سے یہ سب چیزیں چل رہی ہیں اس کے آگے ہمیں جھکنے کی ضرورت ہے۔ اس کی عبادت کی ضرورت ہے۔ اس سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

پس نمازیں جہاں مقصد پیدائش کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہیں وہاں ہمیں آفات اور مشکلات سے بھی بچاتی ہیں کیونکہ بہت سارے کام ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر ناممکن ہوتے ہیں لیکن اللہ سے تعلق ہوتو وہ ممکن بن جاتے ہیں۔ پس جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوا اور تدبیر پر بھروسہ کرنا حماقت ہے۔ اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی پیدا کرلو کہ معلوم ہو کہ گویا نئی زندگی ہے۔ استغفار کی کثرت کرو جن لوگوں کو کثرتِ اشغالِ دنیا کے باعث کم فرصتی ہے ان کو سب سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: صرف نمازیں ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے توقع رکھتے ہیں۔ اور اس بارے میں نوافل اور تہجد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: اس زندگی کے کل انفاس اگر دنیاوی کاموں میں گزر گئے تو آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا؟ اگر سارے وقت ہر سانس ہر لمحہ انسان نے دنیاداری کے کمانے میں صرف کردیا تو آخرت کے لئے کیا جمع کیا فرمایا کہ تہجد میں خاص طور پر اُٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو۔ درمیانی نمازوں میں بباعث ملازمت کے ابتلا آجاتا ہے۔ فرمایا کہ رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ نماز اپنے وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ ظہر وعصر کی کبھی کبھی جمع ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ضعیف لوگ ہوں گے اس لیے یہ گنجائش رکھ دی مگر یہ گنجائش تین نمازوں کے جمع کرنے میں نہیں ہوسکتی۔ جبکہ ملازمت میں اور کئی امور میں لوگ سزا پاتے ہیں اور موردِ عتابِ حکام ہوتے ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیف اٹھاویں تو کیا خوب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دُعا ہے مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ یعنی مجبوری سے دے رہے ہیں، ادا کر رہے ہیں، گویا کہ ٹیکس لگا ہوا ہے۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے اس کے غنائے ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا تسبیح اور تحلیل میں مصروف ہے بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ عبادات میں کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بلند ہے۔ جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہوتا ہے اسی طرح پر ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کم بخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہیں پاسکتا۔

حضور انور نے فرمایا: اگر ایک مریض ایک اچھی غذا اپنے مرض کی وجہ سے، بیماری کی وجہ سے، منہ کڑوا ہونے کی وجہ سے، اس کو پسند نہیں آتی اس کا ذائقہ محسوس نہیں ہوتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کھانا خراب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مریض ہے۔ اسی طرح جو نماز اور عبادت سے حظ نہیں اٹھاتا اس کا مطلب یہ نہیں کہ نمازوں میں حظ نہیں ہے یا لطف نہیں رکھا اللہ تعالیٰ نے۔ رکھا ہے! لیکن انسان کی اپنی طبیعت، بیماری، بدذوقی اس سے لطف نہیں اٹھاتی۔

لذت وسرور کے مضمون کو مزید بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت وسرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے۔ پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت باعتبار اس کے مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ خوبصورتی بھی یاد رہتی ہے بدصورتی بھی یاد رہتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کرکے خواب راحت چھوڑ کر کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ ایک شرابی اور نشے باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانش منداور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں ان کی روح مردہ ہے۔ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت وسرور اپنے اندر رکھتی ہے۔

پھر نماز کی مختلف حالتوں کی حکمت اور جو اثر ان کا ہم پہ ہونا چاہئے اس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تحمید وتسبیح کرتا ہے اس کا نام قیام رکھا۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد وثنا کے مناسب حال قیام ہی ہے۔ دیکھو بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں تو آخر کھڑے ہو کر پیش کرتے ہیں۔ تو ادھر ظاہری طور پر قیام رکھا ہے اور اُدھر زبان سے حمد وثنا بھی رکھی ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو۔ حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے جو شخص مصدق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے تو وہ ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ کہنے والے کے واسطے یہ ضروری ہوا کہ وہ سچے طور پر الحمد للہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں۔ تمام قسم کی جو تعریفیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتھ پیدا ہو گئی تو یہ روحانی قیام ہے۔ پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتا ہے قاعدے کی بات ہے کہ جب کسی کی عظمت مان لیتے ہیں تو اس کے حضور جھکتے ہیں عظمت کا تقاضا ہے کہ اس کیلئے رکوع کرے پس سبحان ربی العظیم زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھا دیا۔

پھر تیسرا قول ہے سبحان ربی الاعلیٰ۔ اعلیٰ افعل تفضیل ہے۔ یہ بالذات سجدے کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدے میں گرنا ہے اس اقرار کے مناسب حال ہیئت فی الفور اختیار کرلی یعنی جب اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور اس کا اعلیٰ ہونا اور اس کی سب پر

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India.
And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad